بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت حضرت امام رضا علیہ السلام

رضائے کائنات

ارشاد العصر جعفری

قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان

نام کتاب......رضائے کائنات

مصنف......ارشاد العصر جعفری

کمپوزنگ......

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

نمبر	عنوات	صفحہ
1	اللہ کی رضا	۸
2	والد ماجدووالدہ مقدس	۱۰_۱۱
3	ولادت	۱۶
4	بچپن	۱۷
5	امامت پرنص	۲۰
6	امین و مامون	۲۶
7	مامون کی حکومت	۲۹
8	امام رضاؑ کا مدینہ سے مرو کا سفر	۳۱
9	امام رضاؑ اوراہل سنت	۴۰
10	امام علی رضاؑ کے مناظرے	۶۶
11	سنت کے مطابق نمازِعید	۱۱۶
12	مامون کے رویئے میں تبدیلی	۱۲۰
13	مامون کی نئی سیاست	۱۲۱
14	دوسری کڑی	۱۲۲
15	امام رضاؑ کی شہادت	۱۲۳

16	معجزات امام رضاعلیہ السلام	۱۳۲
17	امام رضاعلیہ السلام کے خواب	۱۵۴
18	مناجات امام علی رضاعلیہ السلام	۱۵۷
19	امامؑ سے سوالات وامامؑ کے جوابات	۱۷۱
20	کتاب کے ماخذ	

Presented by Ziaraat.Com

انتساب

امام علی رضاؑ کی عظیم،طیب وطاہرہ والدہ کے نام کہ
جنھیں ربِ کائنات نے یہ عظیم شرف عطا فرمایا

پیش لفظ

اس خالق کائنات کا جس قدر بھی شکرادا کیا جائے کم ہے۔اس نے اپنے ایک عاجز، کم علم، کم عقل وکم فہم بندے کو یہ سعادت بخشی کہ وہ اس کی محبوب ہستیوں پرلکھ رہا ہے۔آج امام ہشتم سلطان عرب وعجم،حضرت امام علی رضا علیہ السلام پر کتاب ”رضائے کائنات“ مکمل کی ہے۔اس سے قبل بھی مجھے اسی سلسلے کی کچھ سعادتیں حاصل ہو چکی ہیں۔میری سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کتاب ”سوجھلا“ پر گورنمنٹ آف پنجاب صوبائی سیرت ایوارڈ اور حکومت پاکستان قومی سیرت ایوارڈ سے نواز چکی ہے۔”وجہ تخلیق کائنات“ سیرتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر میری دوسری کتاب ہے۔مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے دنیائے اسلام کی ایک مقدس ہستی سرکار ابو طالب علیہ الصلواۃ والسلام پر ”سائبان رسالت“ کے عنوان سے کتاب لکھی اور اللہ کا شکر ہے کہ پڑھنے والوں نے اسے بہت زیادہ پسند کیا۔پچھلے ہی دنوں اپنے وقت کے امام، تا قیامت اللہ کی حجت،سرکار امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ پر کتاب ”آخری ہادی کائنات“ شائع ہوئی ہے۔اور اسے بھی بہت پسند کیا جا رہا ہے۔باقی جو کتابیں میں لکھ چکا ہوں اور انھوں نے ابھی شائع ہونا ہے۔ان میں ”مقدس نبی کے مقدس رشتے“،”اول نور“سیرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہیں۔”ملکہ

Presented by Ziaraat.Com

کائنات"، حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا پر اور "شاہ زادی کائنات" سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی مظلومیت پر مبنی کتاب ہے۔تو یہ سب رب کعبہ کا ہی کرم ہے۔

قارئین! میں ان کتابوں کو دیکھتا ہوں اور پھر خود کو دیکھتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے۔ایک تہی دامن شخص ....اور یہ سعادتیں۔؟ یہ سب خالق کائنات کا ہی کرم ہے۔اسی نے دل میں محبتِ اہل بیت علیہ السلام کی شمع روشن کی ہے۔اور پھر میرے والدین کہ جن کے دلوں میں محبت اہل بیت سمندر کی طرح رواں تھی۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی امام بارگاہ امامیہ میں آل عمران ؑ کی بارگاہ کی خاکروبی کی۔اور یہ یقیناً اسی کا صلہ بھی ہے کہ میں اپنے آقاؤں کی شان میں ہدیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

میں آپ کی دعاؤں کا طلب گار ہوں۔اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے گا۔اپنی رائے سے بھی ضرور نوازیئے گا۔

والسلام

خاکروب درِ آل عمران علیہ السلام

ارشاد العصر جعفری

اللہ کی رضا

مذہب شیعہ میں بارہ امام ہیں۔جو کہ معصوم اور ہر گناہ سے پاک ہیں۔یہ سب خاندان نبوت سے ہیں اور خاندان نبوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

انما یرید اللہ لِیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا ☆

امامت کے اس سلسلے کے آٹھویں تاجدار حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام ہیں۔آپ کا نام علیؑ رکھا گیا اور مشہور لقب رضا ہے۔کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انھیں یہ لقب مامون الرشید نے دیا۔ان کا خیال ہے کہ جب مامون الرشید نے انھیں اپنا ولی عہد بنانے پر آمادہ کیا تو اس وقت انھیں یہ لقب دیا۔احمد بن محمد ابی نصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ

" مولا! آپ کے مخالف یہ کہتے ہیں کہ آپ کے والد کو "رضا" کا لقب مامون الرشید نے اس وقت دیا تھا جب اس نے انھیں ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا......"

امام تقی علیہ السلام نے فرمایا۔

"رب کائنات کی قسم! وہ جھوٹ بولتے ہیں اور گناہگار ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

میرے والد کو رضا کا نام اللہ نے عطا کیا ہے۔ کیونکہ میرے والد اہل آسمان و زمین کے لیے رضائے الٰہی کا ذریعہ تھے.....''

راوی کہتا ہے کہ میں عرض کی۔

''تو کیا آپ کے دیگر آبائے طاہرین رضائے الٰہی کا ذریعہ نہیں تھے۔ اور اگر تھے تو پھر ان کا لقب رضا کیوں نہیں رکھا گیا۔ ان میں سے صرف آپ کے والد کا لقب ہی رضا کیوں ہے.....''

امام تقی علیہ السلام نے فرمایا۔

''اصل بات یہ ہے کہ میرے والد کی امامت پر دوست دشمن سب راضی ہوئے۔ اسی لیے اللہ نے انھیں رضا کا لقب عطا کیا۔ جبکہ دیگر ائمہ پر ہمارے دوست تو راضی ہوئے لیکن مخالف کبھی راضی نہیں ہوئے.....'' سلیمان بن حفص کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے فرزند علیؑ کو ان کے لقب ''رضا'' سے یاد کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ ''میرے بیٹے رضا کو بلاؤ.... میں نے اپنے فرزند رضا سے یہ بات کہی۔ میرے بیٹے رضا نے مجھ سے یہ کہا.... اور جب بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے فرزند سے مخاطب ہوتے تو انھیں ابوالحسن کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔

سلیمان بن حفص کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹے کو رضا کے نام سے پکارا کرو۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سلسلہ ءائمہ کے تیسرے علی ہیں۔ پہلے امیر المومنینؑ، دوسرے علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ آپ کے کچھ دیگر القاب بھی ہیں۔ جو کچھ یوں ہیں۔ صابر، فاضل، قرۃ العین المومنین، غیظ الملحدین، رضی، صادق۔

والد ماجد

ساتویں امام حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام، آپؑ کے والد ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷ صفر ۱۲۸ھ کو ابوا میں پیدا ہوئے۔ بیس سال تک امام جعفر صادق علیہ السلام کے زیر سایہ رہے اور اکثر امور میں ان کی معاونت کی۔ علم و دانش کے اس درجہ پر فائز تھے جس پر نبی اور امام فائز ہوتے ہیں۔ اور دوسرا کوئی بھی اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ سخاوت میں اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر تھے۔ اخلاقی فضائل اور صفات کی بنا پر ہر شخص آپ کا گرویدہ تھا۔ آپؑ کی عظمت سے باخبر لوگ آپؑ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ آپ کے علم و کمالات کا ہر مسلمان معترف ہے۔

۲۰ شوال ۱۷۹ھ کو آپؑ مسجد نبوی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ہارون رشید نے آپؑ کو اسیر کرا لیا۔ کئی سال تک بصرہ کے قید خانہ میں اور پھر بغداد کی جیل میں رکھا۔ آپؑ گیارہ سال تک اسیر رہے۔ پھر ہارون رشید نے آپؑ کو زہر

Presented by Ziaraat.Com

دے کر شہید کرایا۔قریش کے مقابر میں مدفون ہوئے اور بعد میں یہ جگہ کاظمین کے نام سے مشہور ہوئی۔

والدہ ماجدہ

آپؑ کی والدہ کنیز تھیں۔جب وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملکیت میں آئیں تو ان کا نام ”تکتم“ تھا۔تاریخ میں ان کے کچھ اور نام بھی ملتے ہیں۔

نجمہ، مسکن، ام البنین، خیزران، صقر اور شقر......

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ حضرت حمیدہ المصفاۃ سلام اللہ علیہا نے، کہ جن کا تعلق اشراف عجم سے تھا، کی کنیز تھیں۔حضرت تکتم سلام اللہ علیہا عقل اور دین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھیں۔

ہشام بن احمد لکھتے ہیں کہ ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔

”آپ کو علم ہے کہ اہل مغرب میں سے ایک بردہ فروش یہاں آیا ہوا ہے....“

میں نے عرض کی۔

”ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے علم نہیں....“

امام علیہ السلام نے فرمایا۔

”سرخ رنگ والا بردہ فروش آیا ہے۔اس کے پاس غلام اور کنیزیں موجود ہیں۔آپ میرے ساتھ آئیں......“

چنانچہ ہم بازار میں گئے تو وہاں سرخ رنگت والا ایک بردہ فروش موجود تھا۔ اور اس کے پاس غلام اور کنیزیں موجود تھیں۔امام علیہ السلام نے فرمایا۔

”ہمیں کنیزیں دکھاؤ....“ تو اس نے نو کنیزیں دکھائیں۔امام علیہ السلام ہر کنیز کو دیکھ کر فرماتے۔

”ہمیں اس کی ضرورت نہیں.....“ جب بردہ فروش نو کنیزیں دکھا چکا تو امام علیہ السلام نے فرمایا۔

”اگر آپ کے پاس ان کے علاوہ کوئی اور کنیز موجود ہے تو وہ دکھائیں....“

بردہ فروش نے کہا۔

”ان کے علاوہ میرے پاس اور کوئی نہیں.....“

”امام نے فرمایا۔” آپ غلط کہتے ہیں۔آپ کے پاس اور کنیز موجود ہے...“

بردہ فروش نے کہا۔” درست ہے کہ میرے پاس ایک کنیز اور موجود ہے۔ لیکن وہ بیمار ہے اور میں اسے نہیں دکھا سکتا....“

امام علیہ السلام واپس گھر آ گئے۔اگلی صبح ہوئی تو مجھے حکم دیا کہ آپ اس کے پاس جائیں اور اس سے کہیں کہ اس کنیز کی کیا رقم لوگے۔اور وہ اتنی رقم بتائے گا

Presented by Ziaraat.Com

آپ نے وہ کنیز خرید لینی ہے۔

چنانچہ امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق میں اس سرخ رنگت والے بردہ فروش کے پاس گیا اس سے قیمت پوچھی تو اس نے امام علیہ السلام کی بتائی ہوئی قیمت بیان کی اور کہا کہ اس سے کم ہرگز نہیں لوں گا۔

میں نے اس سے کہا کہ میں تمہیں تمہاری مطلوبہ قیمت ہی دوں گا۔

میں نے اسے رقم دی تو اس نے کنیز میرے حوالے کردی۔اور ساتھ ہی پوچھا کہ کل تمہارے ساتھ کون تھا...؟

میں نے کہا۔''وہ بنی ہاشم کے ایک معزز فرد ہیں....''

بردہ فروش نے کہا''ان کا مزید تعارف کراؤ۔''

میں نے جواب دیا۔''ان کے متعلق میں بس اتنا ہی جانتا ہوں.....::

بردہ فروش نے کہا۔''اس کنیز کے بارے میں، میں تمہیں ایک عجیب بات بتاتا ہوں۔میں نے اسے بلاد مغرب کے آخری حصے سے خریدا ہے۔راستے میں ایک اہل کتاب عورت سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے اسے دیکھ کر مجھ سے پوچھا۔

''یہ لڑکی تو نے کس لیے خریدی ہے...''؟

میں نے کہا۔''میں نے اسے اپنی بیوی بنانے کے لیے خریدا ہے.....''

یہ سن کر اس عورت نے کہا۔''یہ ناممکن ہے۔کہ یہ لڑکی تجھ جیسے شخص کی بیوی

بن سکے۔یہ لڑکی اس شخص کی بیوی بنے گی جو روئے زمین کے تمام لوگوں سے بہتر ہے اور پھر اس مولود کی ماں بنے گی جس کے سامنے اہل شرق و غرب اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کریں گے.....''

راوی لکھتا ہے کہ میں اس کنیز کو لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔امام علیہ السلام نے وہ کنیز اپنی والدہ ماجدہ کو دے دی۔سیدہ حضرت تکتم سلام اللہ علیھا اپنی مالکہ کی اتنی تعظیم کرتی تھیں کہ کبھی ان کے سامنے بیٹھتی نہیں تھیں۔

ایک دن سیدہ حضرت حمیدہ سلام اللہ علیھا نے اپنے فرزند حضرت موسیٰ کاظمؑ سے کہا۔

''بیٹا! تکتم ہماری کنیز ہے ہم نے اس سے زیادہ بہتر، سوجھ بوجھ والی، عقل و دانش اور دین کی سمجھ رکھنے والی کنیز کوئی اور نہیں دیکھی۔آج ہم اسے آپ کے حوالے کرتے ہیں آپ اس سے نکاح کریں۔ہمیں یقین ہے کہ اللہ اس سے جو نسل جاری کرے گا وہ بلند مقام کی حامل ہوگی......''

جب ان کے بطن سے امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو امام موسی کاظمؑ نے ان کا نام ''طاہرہ رکھا۔

زمانہ رضاعت میں امام علی رضا علیہ السلام زیادہ دودھ پیا کرتے تھے۔تو ان کی والدہ نے ایک دن درخواست کی میرے بیٹے کے لیے ایک دایہ کا انتظام

Presented by Ziaraat.Com

کیا جائے۔

پوچھا گیا کہ کیا آپ کا دودھ کم ہو گیا ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ ہر وقت دودھ پلانے کی وجہ سے میری نماز اور تسبیح میں کچھ کمی واقع ہو گئی ہے......“

حاکم ابو علی کہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے ”تکتم“ ہونے کا ثبوت کسی شاعر کا وہ شعر ہے جس میں اس نے امام رضا علیہ السلام کی مدح کرتے ہوئے کہا تھا۔

الا ان خیر الناس نفساً و والداً

ورھطاً واجداداً علی المعظم

اتتنہ بہ للعلم والحلم ثامناً

اماماً یئودی حجۃ اللہ تکتم

آگاہ رہو اپنی ذاتی نجابت اور والد اور خاندان واجداد کے اعتبار سے علی معظم تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔ وہ آٹھویں امام ہیں جو حجت الٰہی کو ادا کرنے والے ہیں اور تکتم نے انھیں علم و حلم کے لیے جنم دیا ہے......

علی بن میثم نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ سیدہ حمیدہ سلام اللہ علیہا کی کنیز تھیں تو ایک رات انھوں نے خواب میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی

زیارت کی۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا.....

”حمیدہ! اپنی کنیز اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کو بخش دیں۔ ان کے شکم سے وہ مولود پیدا ہوگا جو تمام اہل ارض سے بہتر ہوگا......“

اس خواب کے بعد سیدہ نے اپنی کنیز کو اپنے بیٹے کی ملکیت میں دے دیا۔ جب امام رضا علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان کا نام طاہرہ رکھا۔

ولادت

امام حضرت رضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت جمعرات کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۵۳ھ کو مدینہ میں ہوئی۔ آپؑ امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے پانچ برس بعد پیدا ہوئے۔

علی بن میثم نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی والدہ سے سنا۔

”جب علی رضاؑ میرے شکم میں آئے تو مجھے حمل کا بوجھ تک محسوس نہ ہوا، اور عالم خواب میں مجھے اپنے شکم سے تسبیح کی آوازیں سنائی دیتی تھیں جس کی وجہ سے میں گھبرا جاتی تھی۔ اور گھبرا کر اٹھ بیٹھتی تھی۔ پھر مجھے وہ آوازیں سنائی نہیں دیتی

Presented by Ziaraat.Com

تھیں۔اور جب میرا بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اپنے دونوں پاؤں زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف کیا اور لبوں میں جنبش پیدا ہوئی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ باتیں کر رہا ہو.....اس وقت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا۔

"نجمہ۔آپ کو مبارک ہو....."

میں نے نومولود کو ان کے حوالے کیا۔انھوں نے ان کے کانوں میں اذان اور اقامت کہی۔اور مجھے واپس کرتے ہوئے فرمایا۔

"بچہ میرے ہاتھ سے لے لو۔یہ اللہ کی طرف سے زمین پر بقیۃ اللہ ہے....."

بچپن

امام رضا علیہ السلام نے بچپن اور جوانی کا زمانہ اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شفقتوں کے سایہ میں مدینہ گزارا۔اور اپنے مقدس والد علیہ السلام سے اسرار امامت کی تعلیم حاصل کی۔امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بارہا یہ فرمایا۔ کہ

"میرے بعد میرا بیٹا رضاؑ میرا جانشین اور امام ہے....."

۳۵ سال آپؑ نے اپنے پاک والدؑ کے ساتھ گزارے۔وہ دور ہارون

رشید کی حکومت کا تھا۔وہ ساتویں امام پر سخت نگاہ رکھتا تھا۔جس کی وجہ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو کبھی قید کاٹنا پڑی تو کبھی جلا وطنی کی زندگی گزارنا پڑی۔اپنے مقدس والد پر گزرنے والے حالات سے امام رضاؑ پر منفی اثر پڑتا تھا۔لیکن آپؑ اپنے رنج وغم کا اظہار بھی نہیں کر سکتے تھے۔آل ابو طالب علیہ السلام اور جانثاران ابو طالب علیہ السلام شہید کیے جا رہے تھے۔ان حالات سے امام علیہ السلام بہت رنجیدہ رہتے تھے۔دوسری طرف بنی عباس لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے بہت سی چالیں بھی چلتے تھے۔ان کی کوشش تھی کہ لوگوں کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بدظن کر دیں۔امام رضا علیہ السلام ان چالوں کو دیکھ رہے تھے۔اس پر آشوب دور میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید میں تھے۔ اور ان پر گزرنے والی مصیبتوں کی اطلاع بھی کسی تک نہیں پہنچ پاتی تھی۔

اس دور میں امام علی رضاؑ اپنے پاک والد کے حکم پر دہلیز پر سویا کرتے تھے۔خادم کہتا ہے کہ میں ہر شب ان کا بستر دہلیز پر لگا دیتا تھا۔آپؑ صبح تک وہیں سوتے تھے۔اور پھر گھر کے اندر تشریف لے جاتے تھے۔اسی طرح چار سال گزر گئے۔اتفاقاً ایک شب آپ تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو آپؑ ام احمد کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔

"میرے والد نے جو امانت آپ کو دی تھی۔وہ مجھے دے دیں....."

ام احمد یہ بات سن کر رونے لگیں اور کہا۔

Presented by Ziaraat.Com

"اللہ کی قسم میرے سید و سردار نے قضا کی ...."

آپؑ نے اسے تسلی دی اور آہ وزاری سے منع فرمایا کہ جب تک بابا کی وفات کا سرکاری طور پر اعلان نہ ہو جائے آپ نے کسی سے اس بات کا ذکر نہیں کرنا۔ اور اس وقت تک گریہ بھی نہیں کرنا....."

اس رات کے بعد سے امام علیہ السلام نے دہلیز پر آرام نہیں فرمایا۔ کچھ دن کے بعد امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو اس راز کا انکشاف ہوا کہ جس رات کو امامؑ نے دہلیز پر آرام نہیں فرمایا اسی رات اپنے پاک والدؑ کے جنازہ کے لیے بغداد تشریف لے گئے تھے۔

دوسری طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے وہ خائن وکیل جو آپؑ کی طویل اسیری کے زمانہ میں حق امام جمع کر رہے تھے۔ انھوں نے جمع شدہ مال ہڑپ کرنے کی خاطر افواہ پھیلا دی کہ امام موسیٰ کاظمؑ شہید نہیں ہوئے، زندہ ہیں۔ کیونکہ وہ ہارون رشید کے گھر میں داخل ہوئے لیکن وہاں سے برآمد نہیں ہوئے۔ وہ پردۂ غیبت میں چلے گئے ہیں۔ وہی مہدی ہیں اور ان پر امامت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ ان کی باتوں میں آ گئے اور ایک نیا فرقہ "واقفیہ" وجود میں آ گیا۔

امامت پر نص

تمام ائمہ کی امامت کی طرح حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کا تعین بھی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! کی تعین و تصریح اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وضاحت سے ہوا۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنی شہادت سے قبل لوگوں سے امام رضاؑ کا تعارف بحیثیت امام کرا دیا تھا۔ کئی مواقع پر فرمایا تھا کہ اللہ کی حجت ہیں اور میرے جانشین ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ دین و دنیا کے مسائل کے سلسلہ میں ان سے رجوع کریں۔

یزید سلیط لکھتا ہے کہ

"میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ جا رہا تھا۔ راستے میں امام موسیٰ کاظمؑ سے ملاقات ہوگئی۔ انھیں دیکھ کر میں نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان۔ مجھے اپنے بعد ہونے والے امام سے متعارف کرائیے۔ امامؑ نے موضوع امامت کی مختصر وضاحت کے بعد فرمایا۔ نبوت کی طرح امامت بھی اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ میرے بعد میرا بیٹا علی بن موسیٰؑ امام ہے جو کہ علیؑ اور علی بن الحسین علیہما السلام کے ہم نام ہے....."

داؤد رقی کہتے ہیں۔

"میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں عرض کی۔ میں آپؑ پر قربان۔

Presented by Ziaraat.Com

میں بوڑھا ہوگیا ہوں ۔ مجھے آگ سے نجات دیجئے اور بتائیے کہ آپؑ کے بعد ہمارے امامؑ کون ہیں......"

آپؑ اپنے بیٹے ابوالحسن رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔

"میرے بعد یہ تمہارے امام ہیں....."

نعیم قابوسی کہتے ہیں۔

"امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔میرے بڑے بیٹے علیؑ مجھے بہت عزیز ہیں۔یہ میرے ساتھ جفر دیکھتے ہیں۔جبکہ نبی یا وصی کے علاوہ کوئی جفر نہیں دیکھتا ہے......"

علی بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا۔

ہم تقریباً ساٹھ آدمی قبر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! کے پاس بیٹھے تھے کہ ابوابراھیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اپنے بیٹے علیؑ کی انگلی پکڑے تشریف لائے اور فرمایا۔مجھے جانتے ہو۔

ہم نے عرض کی۔آپؑ ہمارے آقا اور امام ہیں۔

آپؑ نے فرمایا۔"میرا نام ونسب بھی بتاؤ....."

ہم نے عرض کی۔"آپؑ موسیٰ بن جعفر بن محمدؑ ہیں...."

فرمایا۔میرے ہمراہ کون ہے......"؟

ہم نے عرض کی۔"یہ علی بن موسیٰ بن جعفرؑ ہیں......"

فرمایا۔"گواہ رہنا یہ میری حیات میرے وکیل اور میرے بعد میرے وصی ہیں......"

شیخ صدوق نے عیون اخبار الرضا میں امام رضا علیہ السلام کی امامت پر نص کے سلسلہ میں ۲۷ حدیثیں نقل کی ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابوابراھیم موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے بیٹے علیؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ میرے وصی اور قائم مقام ہیں۔میرے خلیفہ ہیں۔پس اگر کسی کا مجھ پر قرض ہو تو وہ ان سے لے سکتا ہے......"

شیخ مفید نے اپنی کتاب "ارشاد" میں روایت کی ہے کہ زیاد ابن مروان نے کہا۔

"میں ابوابراھیم موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپؑ کے فرزند رضاؑ بھی موجود تھے۔امام موسیٰ کاظم نے فرمایا۔اے زیاد! یہ میرا بیٹا ہے۔ان کی تحریر میری تحریر ہے۔ان کا کلام میرا کلام ہے۔ان کا پیغام رساں میرا پیغام رساں ہے....."

امام علی رضا علیہ السلام نے امامت کی شرائط اور علامات بیان کی ہیں۔آپؑ نے فرمایا ہے کہ جس شخص میں یہ علامات اور شرائط پائے جائیں وہ منصوص من اللہ معصوم امام ہے

ا۔سب سے بڑا عالم

Presented by Ziaraat.Com

۲۔پرہیز گار

۳۔باحکمت

۴ سب سے زیادہ بردبار

۵۔شجاع و دلیر

۶۔سب سے بڑا سخی

۷۔سب سے بڑا عابد

۸۔پیدائشی مختون

۹۔طیب و طاہر

۱۰۔عقب میں بھی اسی طرح دیکھے جیسے سامنے

۱۱۔سایہ نہ ہو

۱۲۔سدا بیدار رہتا ہو

۱۳۔غیبی آواز سنتا ہو

۱۴۔شیطانی خواب نہ دیکھتا ہو

۱۵۔سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زرہ اس کے بدن پر فٹ آتی ہو

۱۶۔لوگوں پر ان کے باپ سے زیادہ مہربان ہو۔

۱۷۔اس کی دعا مستجاب ہوتی ہو

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسلحہ اس کے پاس ہو

یہ ساری شرائط بارہ اماموں میں موجود تھیں۔امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کا جب ظہور ہوگا تو ان میں بھی یہ علامات موجود ہوں گی۔

امام رضا علیہ السلام کی امامت کا زمانہ بیس سال کا ہے۔دس سال ہارون الرشید کی حکومت کے ہیں۔پانچ سال امین الرشید کی حکومت میں گزرے اور آخری پانچ سال مامون الرشید کے دورِ حکومت کے تھے۔

امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کے بعد آپؑ نے اپنی امامت اور قیادت کا اعلان کیا۔اور امت کو اپنی امامت کی طرف دعوت دی۔

محمد بن سنان کہتے ہیں۔

"ہارون کے دور حکومت میں، میں نے ایک دن امام رضاؑ سے عرض کی۔آپ نے اپنی امامت کو مشہور کر دیا ہے اور اپنے والد کا منصب سنبھال لیا ہے۔جبکہ آپ جانتے ہیں کہ ہارون خونخوار ہے...."

امامؑ نے فرمایا۔"ہمارے جد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ ولہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اگر ابو جہل میرا ایک بال بھی کم کر دے تو گواہ رہنا کہ میں پیغمبر نہیں ہوں۔اور میں کہتا ہوں کہ اگر ہارون میرا ایک بال بھی کم کر دے تو گواہ رہنا کہ میں امام نہیں ہوں۔مزید فرمایا کہ ہارون کو اتنی فرصت ہی نہیں ملے گی کہ وہ امام کے لیے خطرہ بن سکے...."

حضرت امام علی رضا علیہ السلام، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد مدینہ میں نشر علوم اور عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ اہل بیتؑ کے عقیدت مند آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور شرفیاب ہوتے۔ اور حلال وحرام اور مسائل کے بارے میں امت کی رہنمائی فرماتے۔ بظاہر ہارون نے بھی کوئی مداخلت نہیں کی۔ ہارون نے شائد اس لیے امام رضاؑ پر زیادہ سختیاں نہیں کیں کہ مسلمانوں کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اسی نے شہید کرایا ہے۔ اب اگر وہ امام رضاؑ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتا جو اس نے امام موسیٰ کاظم کے ساتھ کیا تھا تو اسے خطرہ تھا کہ کہیں شورش بپا نہ ہو جائے۔ ویسے اس کے خلاف کچھ علاقوں میں بغاوت کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ خاص طور پر مشرقی ایران میں شورشیں برپا ہوگئی تھیں۔ اور اس کی فوج و پولیس اپنی تمام سفاکیت اور جبر وستم کے باوجود شورشوں کو کچلنے یا دبانے میں ناکام ہو رہے تھے۔۔ حالات بگڑتے ہی جارہے تھے۔ ایک دن ہارون نے اپنے وزیروں، مشیروں سے مشورہ کیا۔ تو سب نے اسے یہی مشورہ دیا کہ آپ خود جائیں۔ ممکن ہے شورش کا یہ سیلاب رک جائے۔۔ ہارون ایران کی جانب روانہ ہوا۔ مامون کا مربی ایک ذہین انسان تھا۔ وہ امین، زبیدہ، بنی ہاشم اور بنی عباس کے افکار کو بخوبی سمجھتا تھا۔ اس کی نظروں میں مستقبل کا نقشہ گردش کررہا تھا۔ کہ ہارون کے بعد مامون کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ لہذا اس نے مامون سے کہا کہ آپ بھی اپنے والد کے ساتھ خراسان چلے جائیں۔ اسی میں بہتری ہے۔

ہارون پہلے تو مامون کو اپنے ساتھ لے جانے پر راضی نہیں تھا۔ لیکن جب مامون نے اپنے مربی کی پڑھائی ہوئی باتیں ہارون سے کہیں تو اس نے امین کو بغداد میں چھوڑا اور خود مامون کے ساتھ ایران چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے سازشوں کو تو کچل دیا لیکن خود بیمار ہوگیا۔ ایسا بیمار رہا کہ اسے بغداد لوٹنا نصیب نہ ہوا۔ ۱۸۳ھ کو طوس میں مرگیا۔

امین اور مامون

اب ہم ذکر کرتے ہیں امین اور مامون کا۔ دونوں ہی ہارون الرشید کے بیٹے تھے۔ اور ایک ہی مکتب سے پڑھے ہوئے تھے۔ فرق یہ تھا کہ امین نکاحی بیوی زبیدہ کا بیٹا تھا جبکہ مامون ایک ایرانی کنیز کا بیٹا تھا۔ اس لیے امین اس پر حاوی تھا۔ لیکن دانائی، عقل وفہم اور ہوشیاری میں مامون، امین سے بہتر تھا۔ ہارون اس کے بچپنے سے ہی اس کی دانائی اور ہوشیاری کی وجہ سے اس سے متاثر تھا۔

ایک دن ہارون نے معلم سے کہا۔

"امین تعلیم میں ترقی نہیں کررہا جبکہ مامون آگے بڑھتا جارہا ہے۔ کیا تم مامون پر زیادہ توجہ دیتے ہو.....؟"

معلم نے کہا۔ "کل آپ ان کے آنے سے پہلے تشریف لے آئیں۔ اور

Presented by Ziaraat.Com

دونوں کی ذہانت کا اندازہ لگائیں......"

اگلے دن معلم نے امین اور مامون کے آنے سے پہلے امین کے تخت کے نیچے اینٹ کا ایک ٹکڑا رکھ دیا اور مامون کے تخت کے نیچے کاغذ رکھ دیا۔تخت پر بیٹھتے ہی مامون نے زمین اور چھت کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔معلم نے پوچھا

"کیا دیکھ رہے ہو......"؟

مامون نے جواب دیا۔"یا یہ طاق کچھ نیچے آ گیا ہے یا سطح زمین کچھ بلند ہو گئی ہے......" جبکہ امین کو کوئی فرق محسوس نہ ہوا۔

اکثر مورخین نے مامون کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مختلف علوم وفنون کا ماہر تھا۔وہ فعال اور جفاکش تھا۔

ابن ندیم نے لکھا ہے کہ

"مامون علم کلام وفقہ میں بنی عباس کے تمام خلفاء سے سبقت لے گیا۔"

سیوطی نے لکھا ہے کہ مامون دور اندیشی، ارادہ، بردباری۔دانش، ذہانت شجاعت میں بنی عباس پر فوقیت رکھتا تھا۔

مامون اگرچہ بنی عباس کے دوسرے خلفاء پر تفوق رکھتا تھا لیکن فسق وفجور اور بداعمالیوں میں بھی کسی سے کم نہیں تھا۔

امین الرشید

ہارون رشید کے مرنے کے بعد بغداد میں لوگوں نے امین کی بیعت کی۔ اور وہ تخت خلافت پر بیٹھ گیا۔تخت پر بیٹھتے ہی اس نے مامون کو ولی عہد کے عہدے سے ہٹا دیا اور اپنے چند ماہ کے بچے کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔اور مامون کو خراسان سے بغداد طلب کیا۔لیکن مامون بغداد نہیں آیا۔امین نے بغداد سے فوج روانہ کی۔دونوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔مامون کی فوج کو مسلسل فتح حاصل ہو رہی تھی۔اور امین کی فوج پسپا ہو رہی تھی۔لیکن امین وقت کی نزاکت کو صحیح سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا۔آخر کار مامون کی فوج نے بغداد کا بھی محاصرہ کر لیا۔اور چند روز میں امین کو اس کے محل میں قتل کر دیا۔امین کے قتل ہونے کے بعد اگرچہ یہ مامون کی فتح تھی لیکن اس سے اس کی سیاست اور مقاصد کے حصول پر منفی اثر پڑے۔

اس پڑھے لکھے انسان مامون نے اس وقت سجدۂ شکر ادا کیا جب اس کے بھائی امین کا سر اس کے سامنے لایا گیا۔اور جو شخص سر لایا تھا۔اسے دس ہزار درہم انعام میں دیئے گئے۔اور پھر اس نے اپنے بھائی کے سر کو صحن میں ایک لکڑی پر نصب کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم جاری کیا کہ جو شخص بھی وظیفہ لینے کے لیے آئے پہلے وہ اس پر نفرین کرے اور پھر وظیفہ وصول کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

مامون نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ امین کے سر کو خراسان میں ابراہیم بن مہدی کے پاس بھیجا جو امین کے قتل کا غم منا رہا تھا۔ اس کو خوب برا بھلا کہا اور امین کے غم منانے پر اس کی مذمت کی۔ یہ ہے علم و فقہ میں ید طولیٰ رکھنے والے اور ذہین و زیرک انسان مامون کا حال۔ جس نے مقتول بھائی کے سر اور اس کے سوگواروں پر بھی لعنت کرائی۔

بنی عباس مامون کے خلاف تھے اور امین کو چاہتے تھے۔ مامون کی اس سفاکیت پر وہ اس سے زیادہ نفرت کرنے لگے۔ عربوں کا غصہ اس قدر بڑھا کہ برسوں بعد بھی کم نہ ہوا۔

(قاموس الحدیث جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، البدایہ والنہایہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳، عیون الاخبار)

مامون کی حکومت

مامون اپنے بھائی کو قتل کر کے حکمران بن گیا تھا۔ اس کا اپنے بھائی کو قتل کرانا کوئی عجیب واقعہ نہیں تھا۔ حکومت کے لیے ایسے کام ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اگر وہ امین کو قتل نہ کر سکتا تو امین اسے قتل کر دیتا۔ کیونکہ امین کی حکومت کے لیے سب بڑا خطرہ مامون ہی تھا۔ حکومت کے لیے خطرات کو مٹانا حکمرانوں کا پسندیدہ کام رہا ہے۔ لیکن حکومت حاصل کرنے کے باوجود مامون عربوں کا دل نہ جیت

سکا۔ ظلم و ستم میں وہ اپنے آباء سے کم نہیں تھا۔ بلکہ ان سے بڑھ کر ہی تھا۔ بلکہ بعض اوقات تو وہ ایسے ایسے ظلم بھی کر جاتا تھا کہ اس کے اسلاف نے تو ایسے ظلم سوچے بھی نہ ہوں گے۔ اس نے مالیات وصول کرنے کے لیے انتہائی بے رحم اور ظالم لوگوں کو مامور کیا تھا۔ جو لوگوں کو بیدردی سے مارتے تھے اور زندان میں ڈال دیتے تھے۔ موٹے لوگوں کے ایک ہاتھ کو چھت سے باندھ کر لٹکا دیتے تھے جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مر جاتے تھے۔

امین کو قتل کرنے کے بعد اس نے سوچا تھا کہ اب سکون سے حکومت کرے گا۔ لیکن یہ اس کا خیال ہی تھا۔ اس کی کارستانیاں اور اس کے عمال کے ظلم ستم سے اس کے خلاف لوگوں کی نفرت بڑھتی رہی۔

مامون اور امین کی جنگ کے بعد ایرانی عباسیوں سے بدظن ہو گئے اور ان کا رحجان علویوں کی طرف ہو گیا۔ مامون کو مسند حکومت پر بٹھانے والے خراسانی بھی اس سے ناخوش تھے۔ اس موقع سے علویوں کو فائدہ ہوا اور وہ فعال ہونے لگے۔ آہستہ آہستہ ملک کے مختلف کونوں سے علویوں کی شورشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اکثر لوگوں نے ان شورشوں کے قائدین کی حمایت کی اور ان کی دعوت کو قبول کیا۔ جبکہ مامون کے مقرر کردہ عمال کے ظلم و ستم سے ستائے لوگ بھی شورشیوں کے ساتھ ہونے لگے۔ یہ ایسے حالات تھے کہ مامون سمجھ گیا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو حکومت تو حکومت خود اس کی اپنی جان بھی نہیں بچے

Presented by Ziaraat.Com

گی۔ چنانچہ اس نے ان حالات کو سنوارنے کے لیے امام رضا علیہ السلام کا سہارہ لینے کی کوشش کی۔ کیونکہ امام رضا علیہ السلام کی شخصیت ایسی تھی کہ وہ عوام کی توجہ کا مرکز بن چکے تھے۔ وہ امامؑ کی مقبولیت سے بھی خائف تھا۔ وہ چونکہ ذہین تو تھا ہی۔ اس لیے اس نے یہ چال چلنے کی کوشش کی۔

امام رضا علیہ السلام کا مدینہ سے مرو کا سفر

مامون نے امام رضا علیہ السلام کو خط لکھ کر انھیں خراسان آنے کی دعوت دی۔ لیکن امامؑ نے خراسان آنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مامون کا اصرار بڑھتا ہی رہا۔ اس نے بہت سے دعوت نامے بھیجے۔ پھر اس نے اپنے ماموررجا ابن ضحاک اور یاسر خادم کو بھی مدینہ بھیجا۔ وہ مدینہ پہنچ کر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔

ان المامون امرنا یا شخاصک الیٰ خراسان

"مامون نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ کو خراسان لے جانے کی ذمہ

داری ادا کریں....."

امامؑ خلفاء کی چالوں سے بخوبی واقف تھے۔ ان کے پاک والدؑ کو طویل عرصے تک قید میں رکھا گیا تھا اور زندان میں انھیں تکالیف دی گئی تھیں اور پھر انھیں زہر دے کر شہید بھی کر دیا گیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ مامون ایک ایسا شخص ہے جس نے اقتدار کی خاطر اپنے بھائی کو قتل کیا ہے۔ اور اب لوگوں میں آپؑ کی موجودگی کی وجہ سے پریشان ہے۔ یقیناً وہ اس پریشانی کو دور کیے بغیر چین نہیں لے پائے گا۔ امامؑ دلی طور پر اس سفر کے لیے تیار نہیں تھے۔ اور آپؑ جانتے تھے کہ اس سفر سے زندہ واپس نہیں لوٹیں گے۔ اس کے باوجود بھی آپؑ نے خراسان کا سفر اختیار کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ اطہر سے وداع

جب آپؑ خراسان کا سفر اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تو آپؑ اپنے جد سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ اطہر پر آئے اور اور چند بار ایسے وداع کیا جس سے بالکل واضح ہو گیا کہ یہ سفر آپؑ مجبور ہو کر اختیار کر رہے ہیں۔ آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

ایسا اس لیے بھی کیا تا کہ لوگوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ آپؑ کو اس کے لیے مجبور کیا گیا۔

امام علیہ السلام نے مدینہ چھوڑنے سے پہلے اپنے تمام رشتے داروں کو بلایا اور فرمایا۔

"مجھ پر گریہ کرو۔ میں پھر مدینہ واپس نہیں آؤں گا....."

پہلا قدم اور پہلی تجویز

جب کبھی کسی امامؑ کو کسی خلیفہ نے اپنے دربار میں بلایا تو امامؑ کی توہین کی گئی۔ ڈرایا گیا۔ دھمکیاں دی گئیں۔ قید میں ڈالا گیا۔ شکنجوں میں کس دیا گیا۔ جلا وطن کر دیا گیا۔

لیکن امام رضا علیہ السلام سے مختلف سلوک کیا گیا۔ جب امامؑ مرو پہنچے تو عام لوگوں کو ان سے ملنے کی اجازت تھی۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا۔

ایک دن مامون نے امام علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کی اور سب کو حیران کر دیا۔ اس نے امامؑ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اے ابن رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپؑ کی خدمت میں یہ

گزارش پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپؑ حکومت کا نظم و نسق اور امت اسلامی کی حکمرانی کی ذمہ داری خود سنبھال لیں....."

امام علیہ السلام نے یہ تجویز ٹھکرا دی۔ مامون نے بہت اصرار کیا۔ اور بار بار اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن امام علیہ السلام نے ہر بار انکار کیا۔

کیونکہ امامؑ اس کی نیت کو جانتے تھے۔ حکومت کے لیے مامون نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اب بھلا وہ حکومت امامؑ کو کیوں سونپ رہا تھا۔ یہ اس کی چال تھی۔ اگر امام علیہ السلام اس کی تجویز مان لیتے تو امامت کا تقدس پامال ہوتا۔ عباسیوں کی حکومت کو شرعی جواز مل جاتا۔ اور امام علیہ السلام پر دنیا پرستی کا الزام آتا۔ اسے جواز بنا کر وہ آپؑ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا۔ اور جو شخص حکومت کے لیے اپنے بھائی کو قتل کر سکتا تھا وہ بھلا اتنی آسانی سے تخت کیسے امامؑ کے حوالے کرتا۔ سو امامؑ نے انکار کرکے اس کی یہ چال ناکام بنا دی۔

ایک دن مامون نے امام رضاؑ سے کہا۔

"اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے آپؑ کے فضل، زہد، پرہیزگاری اور عبادت کا بخوبی علم ہے۔ اس لیے میں خود سے بھی زیادہ آپؑ کو خلافت کا مستحق سمجھتا ہوں....."

امام علیہ السلام نے فرمایا۔

"مجھے خالق کائنات کی بندگی پر فخر ہے اور مجھے امید ہے کہ میں دنیا سے

Presented by Ziaraat.Com

منہ موڑ کر دنیا کی آفتوں سے بچ جاؤں گا۔محرمات الٰہی سے پرہیز کر کے نجات پا جاؤں گا اور تواضع وانکساری اختیار کر کے اپنے رب کے ہاں بلند مرتبہ پاؤں گا ......"

امامؑ اور مامون رشید کی یہ گفتگو کافی طولانی ہوئی۔لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔اور امام علیہ السلام نے فیصلہ کن الفاظ میں مامون کو ایک ایسا جواب دیا جو بے مثال تھا۔امامؑ نے فرمایا

"اگر یہ خلافت تیرا حق ہے اور اللہ نے تمہیں عطا کی ہے تو اس سے دوری اختیار کرنا اور ایک ایسے لباس کو اتار کر کسی دوسرے کے حوالے کر دینا جو اللہ نے تمہیں پہنایا ہے تمہارے لیے جائز نہیں۔اور اگر حکمرانی تمہارا حق نہیں ہے اور نہ ہی تو اس کے لائق ہے تو پھر تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ تم ایک ایسی چیز میرے سپرد کرو جو تمہاری ہے ہی نہیں....."

مامون نے کہا۔"آپ کو میری یہ تجویز ماننا ہوگی....."

امامؑ نے فرمایا۔"میں اپنی رضا اور رغبت سے یہ کبھی نہیں مانوں گا....."

مامون نے کہا۔"اگر آپ حکومت قبول نہیں کرتے تو پھر میری ولی عہدی قبول کریں....."

امام علیہ السلام نے فرمایا۔"میرے آباء واجداد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں تم سے پہلے وفات پا جاؤں گا۔اور

ظالم مجھے زہر دے گا۔زمین اور آسمان کے فرشتے مجھ پر گریہ کریں گے اور میں اپنے وطن سے دور ہارون کے قریب دفن کیا جاؤں گا....."

مامون نے کہا۔"جب تک میں زندہ ہوں کوئی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا....."

امامؑ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور آپؑ نے فرمایا۔

"اگر میں چاہوں تو اس شخص کا نام بھی بتا سکتا ہوں....."

مامون نے کہا۔"یہ بات ٹالنے کا ایک بہانہ ہے۔تاکہ آپ میری تجویز کو ٹھکرا سکیں۔اور اس تجویز کو قبول نہ کرنے کا آپ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ آپ کو زاہد اور دنیا سے لاتعلق سمجھیں....."

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

"کیا معلوم یہ تجویز پیش کرنے سے تمہارا مقصد یہ ہو کہ لوگ مجھے دنیا پرست سمجھنے لگیں....."

امامؑ کے اس جواب پر مامون کو غصہ آ گیا۔اور اس نے کہا۔

"خدا کی قسم۔آپ ولی عہدی قبول فرمائیں گے۔اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں ہے....."

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس زبردستی کی ولی عہدی سے مامون کے مقاصد صاف نظر آتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جو کہ کچھ یوں ہیں۔

۱۔علویوں کی عباسیوں سے مخالفت کی شدت میں کمی کرنا۔

۲۔حکومت مخالف تحریکوں کو کم کرنا

۳۔امامؑ پر کڑی نظر رکھنا

۴۔امامؑ کی مقدس شخصیت پر خدشہ وارد کرنا

۵۔اپنی خلافت کا شرعی جواز مہیا کرنا

۶۔عوامی حمایت حاصل کرنا

یہ آفر قبول کرنا ایک مشکل امر تھا۔اگر قبول کرتے تو اس کا سراسر فائدہ عباسیوں کو ہوتا۔اور اگر قبول نہ کرتے تو مامون ڈھکے لفظوں میں دھمکی دے چکا تھا۔آپؑ کو شہید کر دیا جاتا۔اہل بیتؑ کے ماننے والوں پر پہلے بھی بہت زیادہ ستم ہو رہے تھے۔پھر ان میں اضافہ ہو جاتا۔انھیں نابود کر دیا جاتا۔مامون سے پہلے بھی عباسیوں نے یہی راستہ اختیار کیا تھا۔یہ عباسی ہی تھے جنھوں نے حصول اقتدار کے لیے ہر حربہ استعمال کیا تھا۔خاندان رسالت پر ان کے ظلم و ستم امویوں سے کم نہیں تھے۔

اب امامؑ کو ایک راستہ منتخب کرنا تھا۔شہادت،زندان اور ظلم و ستم خاندان رسالت کے لیے نئی بات نہیں تھی۔لیکن اپنے ماننے والوں کے لیے کیا بہتر تھا۔یہ آفر قبول کر کے ان کے ماننے والوں کو ایک سکون مل سکتا تھا۔ان پر جو ظلم و ستم

ہو رہے تھے ان کو بریک لگ سکتی تھی۔لہذا آپؑ نے ولی عہدی کا یہ زہریلا پیالہ منہ سے لگا لیا۔ویسے بھی امامؑ جانتے تھے کہ کچھ عرصے بعد انھیں شہید کر دیا جائے گا۔

ولی عہدی قبول کرتے وقت امامؑ نے فرمایا۔

''اے مالک! تو جانتا ہے کہ میں نے نہ چاہتے ہوئے اور مجبور ہو کر ولی عہدی قبول کی ہے۔پس میرا مؤاخذہ نہ فرما۔جیسا کہ تو نے اپنے پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر کی حکومت کی سرپرستی قبول کرنے پر مؤاخذہ نہ فرمایا تھا....''

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے کئی موقعوں پر مامون کی سازش کا ذکر کیا۔وہ اپنے بیانات میں بھی اس بات کا تذکرہ کرتے تھے۔محمد بن عرفہ کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے پوچھا کہ آپؑ نے ولی عہدی کیوں قبول کی

امامؑ نے فرمایا۔''جو چیز میرے دادا امیر المومنین علیہ السلام کی دوسرے خلیفہ کی شوریٰ میں شمولیت کا سبب بنی تھی وہی چیز میری ولی عہدی قبول کرنے کا سبب بنی....''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امام علیہ السلام نے مسلمانوں اور اسلام کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے مجبوراً ولی عہدی قبول کی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپؑ اپنے منصب سے دستبردار ہو گئے۔آپ نے بھی پہلے اماموں کی طرح تقیہ کو اپنی بقاء افکار کی تبلیغ کا

Presented by Ziaraat.Com

ذریعہ بنایا۔آپؑ کا طرز زندگی اور اقدامات گواہ ہیں کہ آپؑ نے ہمیشہ خلافت کے غاصبوں کا چہرہ بے نقاب کرنے کے لیے ہر مناسب تدبیر اختیار کی۔

مامون نے عہدنامہ لکھا، محفلیں بپا کیں۔لوگوں سے آپؑ کی ولی عہدی کی بیعت لی۔علویوں کے ساتھ جشن منایا۔سیاہ لباس کو سبز لباس اور سبز پرچم میں بدل دیا۔اور امامؑ کے نام کا سکہ چھاپ کر سارے ملک میں پھیلایا۔لیکن امامؑ نے بھی ان سازشوں کے مقابلے میں ایسی تدابیر اختیار کیں کہ جن کا توڑ کرنا مامون کے لیے نہ صرف دشوار تھا بلکہ اس کی ہر سازش اہل بیتؑ کی عظمت اور عباسیوں کی بدحالی کا سبب بن گئی۔امام علیہ السلام نے اس موقع پر اپنے ماننے والوں کی خوب تربیت کی۔ائمہ اطہار کے مطابق طرزِ زندگی لوگوں کے سامنے پیش کی جس کا لوگوں پر بہت گہرا اثر ہوا۔

آپؑ لوگوں میں مقبول ہوتے چلے گئے۔لوگ آپؑ سے بہت متاثر ہوئے اور آپؑ سے محبت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

تھوڑے ہی عرصے میں مامون کو احساس ہوگیا کہ اس کی چال ناکام ہوگئی ہے۔وہ بہت مایوس ہوا۔اس لیے اس نے امامؑ کی سرگرمیوں کو محدود کرنے کا سوچا۔پھر اس نے امامؑ کو راستے سے ہٹانے کا بھی فیصلہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امام علی رضا علیہ السلام اور اہل سنت

خاندان نبوت سے محبت ہر مسلمان کا خاصہ ہے۔اور رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مبارک بھی ہے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو۔

صرف شیعہ ہی خاندان نبوت سے محبت نہیں کرتے بلکہ اہل سنت بھی اس خانوادے سے گہری عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔حضرت اما علی رضا علیہ السلام سے اہل سنت کی محبت اور عقیدت مثالی ہے۔اب ہم اہل سنت کی امام رضا علیہ السلام سے متعلق روایات کا ذکر کریں گے۔

علم حدیث و رجال کے اعتبار سے امام رضاؑ کی حیثیت و مقام

مزی شافعی نے لکھا ہے

امام رضاؑ نے اپنے بزرگوں سے جیسے آپؑ کے آباء اجداد مانند موسیٰؑ ابن جعفر، اسماعیل، اسحاق، عبداللہ، علی، اولاد جعفر، عبدالرحمٰن ابن ابی الموالی وغیرہ سے

Presented by Ziaraat.Com

احادیث نقل کی ہیں۔اور بہت سے افراد جیسے ابو صلت عبد السلام ہروی، خالد بن احمد ذھلی، اسحاق بن راھویہ، ابو ذرعہ رازی، محمد بن اسلم طوسی وغیرہ نے آپؑ سے روایات اخذ و نقل کی ہیں۔

ابن حبان بستی شافعی حضرت امام رضاؑ، آپؑ کے خاندان مقدس کی تمجید و تعریف کرنے کے بعد کہتا ہے کہ آپؑ کی احادیث معتبر ہیں۔اس کی عین عبارت یہ ہے۔

ترجمہ......''حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ، اہل بیت کے بزرگان و عقلاء اور ہاشمی خاندان کے بزرگوں اور شرفاء میں سے ہیں جب ان سے کوئی روایت نقل ہو تو اس پر اعتبار کرنا واجب ہے......''

حاکم نیشاپوری شافعی بھی امامؑ کی علمی و حدیثی حیثیت کے بارے میں لکھتا ہے کہ اہل حدیث کے بزرگوں نے آپؑ سے روایات نقل کی ہیں۔

(تہذیب الکمال اسماء الرجال جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۸، تاریخ الاسلام و دفیات المشاہیر والاعلام؛ جلد ۹ صفحہ ۲۷، سیر اعلام جلد ۹ صفحہ ۳۸۷، ۳۸۸)

امام رضاؑ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کلام مبارک میں

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

''میں نے حضرت رسول اکرام صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے ساتھ امیر المومنین علیؑ کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے۔اے موسیٰ آپ کا بیٹا نور خدا سے دیکھتا ہے، حکیمانہ کلام کرتا ہے اس کا ہر فعل صحیح ہے۔اس سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوگی، عالم و دانا ہے جہل اس سے بہت دور ہے اور یہ علم و حکمت سے سرشار ہے......''

(تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۹، نقل از تاریخ نیشاپور

امام رضاؑ اہل سنت کے بیانات و اقوال میں

حسن بن ہانی معروف بہ ابونواس

ایک دن ابونواس سے اس کے دوستوں نے کہا۔

''تو بڑا شاعر ہے۔تو بے باک و بے تکلف شعر کہتا ہے۔تو نے ہر چیز پر شعر کہے ہیں یہاں تک کہ شراب پر بھی۔تو حضرت امام رضاؑ کا ہم عصر ہے لیکن تو نے ان کے بارے میں کوئی شعر نہیں کہا......''

Presented by Ziaraat.Com

ابونواس نے جواب دیا۔

''اللہ کی قسم۔ان کی شان میں میرا شعر نہ کہنا خود ان کی بزرگواری کی وجہ سے ہے۔کیونکہ میری وہ حیثیت نہیں ہے کہ میں اتنی عظیم شخصیت کے بارے میں شعر کہوں......''

لیکن پھر کچھ دیر بعد اس نے امام رضاؑ پر شعر کہے۔

قيل لى انت احسن الناس طرا
فى فنون من المقال (الكلام) النبيه
لک جند من القريض(جيد) مديح
يثمر الدر فى يدى مجتنيه
فعلام تركت مدح ابن موسى
الخصال التى تجمعن فيه
قلت لا استطيع مدح امام
كان جبرئيل خادما لابيه

کسی نے مجھ سے کہا کہ تو شعر وسخن میں یگانہء روزگار ہے کہ جب تیرے لب کھلتے ہیں تو گوہر بکھرتے ہیں تو پھر کیوں آل پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت علی بن موسی الرضا کی مدح میں اپنی زبان کو بند کئے ہوئے ہے۔میں نے کہا آنحضرتؑ کی مدح سرائی کون کرسکتا ہے کہ جن کا دربان ونوکر جبرئیل ہو۔

ان کی توصیف میں سخن وشعر کوتاہ ہیں۔کیونکہ ان کے اوصاف،مدح وثناء سے بلند وبالا ہیں........

سید عباس مکی حسینی شافعی اہل سنت کا مشہور ادیب ہے وہ ان اشعار کو تعجب سے دیکھتا ہے اور کہتا ہے

''بیشک اللہ تعالٰی ان بے بہا اشعار کہنے والے کے گزشتہ وآئیندہ گناہ معاف فرمادے گا.....''

(تذکرہ الخواص من الامتہ بذکر خصائص الائمۃ ،تاریخ الاسلام ودفیات المشاہیر والاعلام،مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم)

منقول ہے کہ ایک دن ابونواس مامون کے پاس آیا اور امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

''فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے کچھ شعر آپؑ کی شان میں کہے ہیں۔آپ کی اجازت ہو تو عرض کروں.....''

امامؑ نے فرمایا۔''سناؤ....''اس نے اپنے شعر سنائے

مطهرون نقيات جيوبهم
تجرى الصلاة عليهم اينما ذكروا

Presented by Ziaraat.Com

من لم يكن علويا حين تنسبه

فما له في قديم الدهر مفتخر

الله لما برى خلقا فاتقنه

صفا كم واصطفا كم ايها البشر

فانتم الملا الا على وعند كم

علم الكتاب و ما جائت به السور

(بنقل از تاریخ نیشاپور، الوافی بالوفیات، وفیات الاعیان وانباء الزمان)

وہ حضرات پاک و پاکیزہ اور پاک دامن ہیں جہاں کہیں بھی ان کا ذکر خیر ہوان پر درود و صلواۃ نثار ہوتی ہیں اور جو کوئی بھی خاندان علوی سے نہ ہوتو اس کے اسلاف میں کوئی قابل افتخار بات نہیں ہے۔ جب خداوند عالم نے نیک و اچھے افراد کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کے خاندان کا انتخاب کیا۔ آپ اس بلند و بالا مقام پر فائز ہیں کہ تمام کتاب اور تمام قرآنی سورتوں کا علم آپ کے پاس ہے......

امام علی رضا علیہ السلام نے شعر سن کر اس کی تعریف کی اور تین سو دینار عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

مامون عباسی جس نے امام رضا علیہ السلام کو شہید کیا۔ وہ اپنے وزیر فضل بن سہل سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔

"میں نے کسی کو بھی اس شخص (امام رضاؑ) سے زیادہ عالم نہیں پایا۔

جس سال امامؑ کو زبردستی ولی عہد بنایا گیا۔ اس سال عبدالجبار بن سعید مدینہ گیا۔ اور اس نے کہا۔

آپؑ کے چھ آباءاجداد وہ بزرگ ہستیاں ہیں جس کا شرف یہ ہے کہ وہ ہر اس سے کہ جس نے آسمانی پانی نوش کیا، افضل و بہتر ہیں۔ (گویا نبیوں سے افضل ہیں)

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۹)

جس وقت مامون نے امام رضاؑ کی ولی عہدی کا حکم نامہ جاری کیا تب ابراہیم بن عباس مبارک باد دینے کے لیے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا۔

"اے فرزند موسیٰؑ! آپؑ کی جدائی سے بڑھ کر کوئی جدائی و مصیبت نہیں ہے جو ہمارے اشکوں کو جاری کر سکے۔ اگر چہ صبر ہر حال میں بہتر ہے لیکن آپؑ پر گریہ کرنا ہی صبر ہے......"

اس نے آپؑ کے خاندان کے بارے میں شعر کہے جن کا ترجمہ ہے۔

"آگاہ ہو جاؤ کہ تمام انسانوں سے بہتر و افضل علی بن موسیٰؑ اور ان کے

Presented by Ziaraat.Com

آباءاجداد طاہرین ہیں۔آپؑ کے ذریعے ہمیں علم و دانش اور حلم عطا ہوا۔آپؑ آٹھویں امامؑ ہیں جو مخفی و پوشیدہ حجت الٰہی کو بیان فرماتے ہیں.....''

جب امام رضاؑ نیشاپور کی سرزمین میں داخل ہوئے تو وہاں اہل سنت کے دو علماء موجود تھے۔انھوں نے امامؑ کو اس طرح مخاطب کیا۔

''اے سرور والا مقام! اے بزرگوار ائمہ کے فرزند! آپؑ کو آپؑ کے پاک و پاکیزہ آباء اور مکرم اجداد کے حق کا واسطہ۔ہمیں اپنے نورانی چہرے کی زیارت سے فیض یاب فرمائیں۔اور اپنے آباء اجداد کے سلسلے سے کوئی حدیث ہمارے لیے بیان فرمائیں۔جس کے ذریعے سے ہم آپؑ کو یاد کرتے رہیں..''

امام رضاؑ کے ایک فرزند ارجمند کا انتقال ہوا تو بلاذری تعزیت کے لیے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور کہا۔

''آپ کا مقام و مرتبہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ ہم آپؑ کی تعریف و توصیف کریں اور ہم آپؑ کی نصیحتوں کے محتاج ہیں۔آپؑ کے پاس علم ہے اور رب کائنات ہی آپؑ کو تعزیت عطا فرمائے گا.....''

ابراہیم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے عباس بن محمد بن صول سے سنا جو کہ امام رضاؑ کا ہم عصر تھا۔وہ امامؑ کے بارے میں اس طرح کہتا تھا۔

''امام علی رضاؑ سے جو بھی سوال کیا جاتا آپؑ اس کا تسلی بخش جواب دیتے۔میں نے آج تک دنیا میں ان سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔مامون طرح

طرح کے سوالات کرکے امامؑ کی آزمائش کرتا تھا۔لیکن آپؑ اطمینان بخش جواب دیتے۔امام رضاؑ بہت کم سوتے تھے۔روزے زیادہ رکھتے تھے۔ہر ماہ کے تین روزے آپؑ سے کبھی ترک نہیں ہوئے۔آپؑ بہت زیادہ کارخیر انجام دیتے تھے۔صدقات و خیرات اور امداد خاموشی سے عطا فرماتے۔اور ایسے کام رات کی تاریکی میں سرانجام دیتے۔گرمیوں میں آپؑ کا بستر چٹائی اور سردیوں میں کھال و چرم ہوتی تھی۔

حاکم نیشاپوری شافعی کا بیان ہے۔وہ کہتا ہے کہ

''میں نے محمد بن مومل سے سنا۔وہ کہتا ہے کہ ایک روز ہم اہل حدیث کے امام ابوبکر بن خزیمہ و ابوعلی ثقفی اور دیگر اساتذہ اور بزرگوں کے ہمراہ حضرت امام رضاؑ کے مرقد مبارک پر زیارت کے لیے گئے۔وہ لوگ آپؑ کی زیارت کے لیے طوس بہت زیادہ جاتے تھے۔

محمد بن مومل کا بیان ہے کہ ابن خزیمہ نے حضرت رضاؑ کی قبر مبارک پر بہت زیادہ گریہ کیا۔یہ گریہ زاری، توسل، احترام اس قدر زیادہ تھا کہ ہم سب لوگ تعجب میں مبتلا تھے۔

راوی کا ایک جملہ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے جو کہ مذکورہ روایت کا تسلسل اور بقیہ ہے لیکن افسوس کہ بہت سے مئورخین ومحدثین نے اسے نقل نہیں کیا۔راوی کا بیان ہے۔کہ

Presented by Ziaraat.Com

ابن خزیمہ کا امام رضاؑ کے مرقد اطہر پر گریہ زاری، احترام اور تعظیم، سلطان
کے خاندان کے حضور اور خاندان شاذان وخاندان شققشین، نیز نیشاپور ہرات و
سرخس کے شیعوں، علویوں کے سامنے انجام پایا۔ سب نے ابن خزیمہ کی یہ
حرکات وسکنات جو اس نے امامؑ کے روضہ مبارک پر انجام دیں، دیکھا اور ثبت و
ضبط کیا۔ ابن خزیمہ کی اس روش اور امامؑ کی قبر اطہر کی زیارت سے تمام افراد
بہت خوش ہوئے۔ نیز امام العلماء کی اس روش پر خوشی اور شکر خدا میں صدقات
دیئے۔ اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اگر یہ کام یعنی اہل بیت کے روضہ پر
گریہ کرنا، احترام کرنا سنت نہ ہوتا اور فضیلت نہ رکھتا تو ابن خزیمہ کبھی بھی اس
طرح نہ کرتا.....''

حاکم نیشاپوری کا بیان ہے کہ

''میں نے ابوالحسن محمد بن علی سہل فقیہ سے سنا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے جب بھی
کوئی دینی یا دنیوی مشکل پیش آئی میں نے اس کی حاجت کی طلب کے لیے
حضرت علی رضاؑ کی قبر اطہر کا ارادہ کیا۔ اور آپؑ کی قبر کے قریب جا کر دعا کی وہ
حاجت بر آئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری وہ مشکل آسان کر دی۔ یہ میری عادت
بن چکی تھی۔ کہ میں ہر مشکل مسئلہ میں آپؑ کی زیارت کے لیے جاتا اور حاجت
طلب کرتا۔ یہ چیز میرے نزدیک تجربہ شدہ ہے.....

حاکم نیشاپوری مذہب شافعی کی عظیم ترین شخصیتوں میں سے ایک ہے۔

اس نے اپنی عظیم کتاب نیشاپور میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شخصیت و
عظمت کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ اگر چہ یہ کتاب آج کل دستیاب نہیں ہے۔
لیکن اہل سنت کے بزرگوں کا اس کتاب سے روایات نقل کرنا اور حاکم نیشاپوری
کی روایات پر اعتماد کرنا خصوصاً امام رضاؑ کے متعلق اس کتاب کی عظمت کو کسی حد
تک محفوظ رکھے ہوئے ہے۔

جوینی شافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول
السبطین والائمۃ من ذریتھم میں حضرت امام رضاؑ کے متعلق حاکم نیشاپوری کی
بہت سی روایات وواقعات کو محفوظ کیا ہے۔

حاکم نیشاپوری شافعی نے امام رضاؑ کی علمی شخصیت کے بارے میں اس
طرح لکھا ہے۔

''حضرت علی ابن موسیٰ الرضا کی عمر مبارک بیس سال سے کچھ زیادہ تھی کہ
آپؑ مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوے دیتے تھے۔ ائمہ حدیث نے آپؑ سے
روایات نقل کی ہیں۔ جیسے کہ آدم بن ابی ایاس ونصر بن علی اور محمد بن القشیری
وغیرہ......

امام رضاؑ کی سلسلہ نسب کی عظمت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے

آپؑ آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی پاک ذریت میں سے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

حاکم نیشاپوری شافعی لکھتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تربت اقدس اور قبر مطہر کی کئی کرامات دکھائی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب میں جوڑوں کی خشکی و درد میں مبتلا ہوا اور بڑی مشکل سے چلتا پھرتا تھا تو گھر سے باہر آیا اور امام رضاؑ کی قبر پاک کی زیارت کی اور کرابیں کے جوتے پہن کر پیادہ نوقان پہنچا رات وہیں بسر کی صبح نمودار ہوئی تو میرا تمام درد ختم ہو چکا تھا۔ اور میں تندرست نیشاپور واپس آیا.....“

حاکم نیشاپوری نے اپنے مذکورہ کلام کی تائید میں کچھ دیگر اہل سنت کے بیان بھی نقل کئے ہیں، جو کہ امام علی رضاؑ کے روضہ اقدس سے شفایاب ہو چکے ہیں۔ ان میں سے چند کو ہم بھی نقل کر رہے ہیں۔

فخر الدین ادیب جندی شافعی

فخر الدین ادیب جندی امام رضاؑ کے روضہ مبارک کا زائر ہے اور معجزات کا شاہد ہے اور شفا پا چکا ہے۔

محمد بن قاسم شافعی

یہ امام رضاؑ کے روضہ مبارک کی زیارت کا منکر تھا۔ لیکن پھر اسے ایک واقعہ پیش آیا۔ جس کی وجہ سے یہ اپنے باطل عقیدے پر شرمندہ ہوا۔ اور امام رضاؑ کے روضے کا زائر بنا۔ اور سفر کی مشکلات کے باوجود سال میں دو مرتبہ روضہ مبارک پر حاضری دینے لگا۔

احمد بن علی خطیب بغدادی شافعی

یہ امام رضا علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے

”اللہ کی قسم! حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ جیسا کہ آپؑ کا اسم گرامی رضا ہے واقعاً آپ رضا اسم با مسمی ہیں.....“

ابن اثیر جزری شافعی

لکھتا ہے

”آپ ابا الحسن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی الہاشمی معروف بہ رضا ۲۹ سال اور کچھ مہینے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہے اور والد ماجد کے انتقال کے بعد بیس سال زندگی بسر کی۔ اپنے زمانے میں شیعوں کے امام تھے آپ کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ پر اللہ کی رحمت و رضوان ہو....“

شیخ الاسلام ابراہیم بن محمد جوینی خراسانی شافعی

انھوں نے ایک کتاب لکھی جو کہ عظیم کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے۔ فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والائمۃ من ذریتھم.. اس کتاب کے ایک حصے کو اس نے امام رضاؑ کے لیے مخصوص کیا ہے۔ اور آپؑ کی عظمت و شخصیت بیان کی ہے۔ اس کی تحریر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہم نقل کر رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

''حضرت امام رضاؑ مظہر اسرار خفیہ اور پوشیدہ امور کو ظاہر کرنے والے، بزرگواری و برکت کی کان، بزرگوں کے آقا و رہبر، بلند و بالا بارگاہ والے، بے پناہ برکت والے بادل اور رحمت الٰہی سے برسنے والی بارش، کہ جن کے الطاف کم نظیر ہیں، اور بہت زیادہ بخشش کرنے والے، اشراف و بزرگوں کے امیر اور خاندان یاسین و عبد مناف کے نور چشم، سید و سردار، معصوم و پاک و پاکیزہ، حقائق علوم کے عارف اور مخفی اسرار سے واقف، ماضی و مستقبل کی خبر دینے والے، خالق کائنات کے پسندیدہ اور تمام حالات میں اس کی رضا میں راضی رہنے والے، اسی لیے اللہ کی جانب سے آپ کو رضا لقب عطا ہوا۔ اللہ کا درود وسلام ہو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کی پاک آل پر خصوصاً امام رضاؑ پر جب تک کہ بادل برستے رہیں۔ سبزہ ہرا ہوتا رہے اور شگوفے کھلتے رہیں.....''

محمد بن حسین بن احمد خلیفہ نیشاپوری شافعی

اپنی کتاب تاریخ نیشاپور میں لکھتا ہے۔

جب سلطان اولیاء برہان اتقیا، وارث علوم مرسلین، خزانہ دار اسرار پروردگار عالمین، ولی اللہ، صفی اللہ، جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، امت کو پناہ دینے والے، روز قیامت، کہ جس دن ناک پکڑی ہوگی اس روز مشکلات کو برطرف کرنے والے، روز بعث کہ جس دن میزان اخلاص میں اعمال تولے جائیں گے گناہگاروں کے چھٹکارے کے لیے پناہ گاہ، جیسا کہ آپ ہی نے

وعدہ فرمایا ہے کہ میں تین مقامات پر اپنے زائرین کی مدد کو پہنچوں گا اعمال کے تولے جاتے وقت، نامہ اعمال دیئے جاتے وقت اور صراط سے گزرتے وقت مکمل اختیارات کے ساتھ شفاعت فرمائیں گے۔ روز جزاء و یوم حشر سلطان مقربین حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا.... خالق کائنات کا درود وسلام ہو، اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اور ان کی پاک آلؑ پر اور آئمہ معصومین پر روز قیامت تک ....آپؑ ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں ظہور پذیر ہوئے اور ۱۹۴ کو شہر بصرہ میں درس و حدیث و تفسیر اور نشر علوم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؑ میں مصروف اور نصرت دین کے لیے آفتاب ہدایت بن کے چمکے۔ اس کے بعد مصلحت الٰہی کے مطابق خراسان کے لیے عازم سفر ہوئے ۲۰۰ھ کو نیشاپور کی سرزمین کو رونق بخشی آپ کی تشریف آوری باعث رضایت مقربین ہوئی اور چونکہ آپ کے نور کی شعاعیں دور دور تک پھیلیں کہ جس سے اہل شہر نیشاپور بھی مستفیض ہوئے اور شہر شہرت یافتہ بھی ہوگیا۔

میر محمد بن سید برھان الدین خاوند شاہ معروف بہ میر خواند شافعی

''میر خواند نے زائرین امام رضاؑ کے واقعات کو تحریر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپؑ کے زائر صرف ایران سے ہی نہیں آتے بلکہ روم، ہندوستان اور دوسرے ممالک سے بھی آتے ہیں۔''

وہ لکھتا ہے۔ ''مشہد مقدس اور امام رضاؑ کا مرقد مقدس، ایران کا مرکز اور

Presented by Ziaraat.Com

اہل طریقت کے ہر چھوٹے بڑے کی منزل ہے۔امت اسلامی کے تمام فرقے اور بنی آدم کے تمام طبقات پوری دنیا میں دور دراز جیسا کہ روم، ہندوستان اور دیگر ملکوں سے ہر سال اپنے وطن سے ہجرت کر کے، عزیز و اقارب اور دوستوں کو چھوڑ کر آتے ہیں۔اپنی آبرومند پیشانی کو آپؑ کی چوکھٹ پر رکھتے ہیں۔اور زیارت کے مراسم و قبر کا طواف انجام دیتے ہیں۔اس عظیم نعمت الٰہی کو دنیا و آخرت کا سرمایا جانتے ہیں۔حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ کے مناقب و مآثر اور فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ بشری علم ان کا احاطہ کر سکے۔

فضل اللہ بن روزبہان اصفہانی حنفی

(درود و سلام ہو ہمارے سید و سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی پاک آل پر خصوصاً امام رضاؑ کے چھ آباء اجداد پر جو کہ نظام کائنات کی نشانی ہیں اور کائنات کی ہر شے سے افضل ہیں۔)

امام رضاؑ کی زیارت آپؑ کے دوستوں کے لیے اکسیر اعظم اور دل و جان کی زندگی کا باعث ہے۔تمام عالم کی آپ کی بارگاہ میں آمد باعث برکت بلکہ صدق دل سے یوں کہا جائے کہ اشرف منازل ہے۔یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ہر وقت تلاوت قرآن پاک ہوتی رہتی ہے۔لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کی عظیم ترین عبادت گاہوں میں سے ایک ہے۔وہ عظیم مرقد کسی لمحے بھی نیازمندوں کی عبادت و اطاعت سے خالی نہیں ہوتا اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ وہ اس امام برحق

کی آرام گاہ ہے کہ جو علوم نبوی کا مظہر، مصطفوی صفات کا وارث، امام برحق و رہنمائے مطلق اور صاحب زمان، وارث نبوت اور محکم و استوار حق و حقیقت ہے.....''

ایک اور جگہ پر اس نے لکھا ہے۔

''اے پروردگار! درود و سلام بھیج آٹھویں امام پر کہ آنحضرتؑ اہل نیک سیرت و نیک خصلت کے سید و سردار ہیں۔محکم دلیل و تمام انس و جن پر اللہ کی حجت ہیں۔یہ اولیا الٰہی کے لشکر کے سلطان ہیں۔صاحب جود و سخا و مروت و احسان ہیں۔آپ کے وجود مبارک سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انوار بزرگوں کی آنکھوں کے حضور درخشندہ ہیں۔آپؑ پرچم توحید کو سر بلند کرنے والے اور ایمان کے علم کو نصب کرنے والے ہیں۔آپؑ علم و عرفان کے بالاترین درجات میں سیر کرنے والے ہیں۔آپؑ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس فرمائش کے مصداق ہیں.... ''میرے بدن کا ٹکڑا خراسان کی سرزمین میں مدفون ہوگا۔...'' آپؑ علم جفر و جامع کو ایجاد کرنے والے اور علم ماکان و مایکون (ماضی، حال، مستقبل کا علم) رکھنے والے ہیں۔آپؑ وہ ہیں کہ جن کو آباء اجداد کا شرف یہ ہے کہ آپؑ کے چھ آباء وہ ہیں کہ جو ہر اس سے کہ جس نے آسمانی پانی نوش کیا، افضل ہیں.... آپؑ ہر حال، ہر کام، ہر امر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اقتدا کرنے والے ہیں۔آپ ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا

Presented by Ziaraat.Com

،امام قائم ثامن ہیں۔آپؑ کو زہر دغا سے عالم غربت میں شہید کیا گیا۔اور شہر طوس میں دفن کیا گیا۔

اے پروردگار! اپنے لطف وکرم اور فضل واحسان کے ذریعے مجھے حضرت رضاؑ کے روضے مبارک و مرقد منور کی زیارت کی توفیق عطا فرما۔اور امامؑ کی برکت کے صدقہ میں ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری تمام حاجات کو پورا فرما۔

پروردگار! درود وسلام بھیج ہمارے سید وسردار محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی آل پاک پر۔خصوصاً امام ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ پر۔

اس کمترین بندے برہان امین کی یہی آرزو ہے اور الطاف الٰہی پر یقین ہے کہ اس فقیر وحقیر کو امامؑ کے مرقد مطہر اور مشہد مقدس کی زیارت کی توفیق ہوگی اور اس کتاب ''وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوٰۃ چہارہ معصوم'' کی قرائت امامؑ کے روضہ میں آپ کے محبوں اور دوستوں کے حضور ہوگی۔اس حقیر وفقیر کا سینہ حضرت کی ولایت اور محبت واخلاص سے سرشار ہے۔جب کبھی بھی کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو میں امامؑ سے مدد طلب کرتا ہوں۔اور قلبی طور پر امامؑ سے ہی نجات طلب کرتا ہوں اور ہر مصیبت وحادثہ میں آپؑ ہی کی روح مقدس سے ملتجی ہوتا ہوں.....''

محترم قارئین! اہل سنت کے لاتعداد علماء و محققین اور محدثین نے امام رضاؑ

کی عظمت وشخصیت کو بیان کیا ہے۔اگر ان سب کا ذکر کیا جائے تو الگ سے کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ہم نے یہاں مختصر اور چند افراد کی تحریریں نقل کی ہیں۔ان تحریروں میں زیارت کا ذکر بہت ہوا ہے۔اب ہم چاہتے ہیں کہ زیارت پر بھی کچھ بات کریں۔

امام رضاؑ کے روضہ مبارک کی زیارت اور اس کے متعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل بیتؑ کی روایات میں تاکید کتابوں میں ملتی ہے۔اہل سنت کی کتابوں میں امام رضاؑ کی قبر اطہر کی زیارت کے سلسلے میں معصومین کی سفارشات اور روایات ملتی ہیں۔لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان روایات سے چشم پوشی کی گئی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

من زار ولدی بطوس فانما مرة قالت مرة ؟.فقال مرتین ،قالت .مرتین ؟ فقال . ثلاث مرات . فسکتت عایشة ،فقال .ولو لم تسکتی لبلغت الی سبعین ....

جو شخص میرے بیٹے کی طوس میں زیارت کرے گا گویا اس نے ایک حج انجام دیا۔حضرت عائشہؓ نے کہا، ایک حج؟ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔دو حج، حضرت عائشہؓ نے کہا۔دو حج ؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا۔تین حج۔حضرت عائشہؓ خاموش ہوگئیں۔نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔اگر آپ خاموش نہ ہوتیں تو میں ستر حج تک بیان کرتا.....''

حاکم نیشاپوری شافعی اپنی اسناد کے ساتھ امام رضاؑ کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔امام رضاؑ نے فرمایا۔

''ہم اہل بیتؑ کی قبروں کی زیارت کے علاوہ کسی کی قبر کی زیارت کے لیے رخت سفر باندھنا صحیح نہیں ہے۔آگاہ ہو جاؤ کہ میں زہر سے قتل کیا جاؤں گا اور حال غربت میں دفن کیا جاؤں گا۔پس جو بھی میری زیارت کے لیے رخت سفر باندھے گا اس کی دعا مستجاب ہوگی اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے...''

قول معصوم حضرت امام علی نقیؑ ہے

من کانت لہ الی اللہ حاجۃ فلیزر جدی الرضا بطوس ،وھو علی غسلٍ ولیصل عند راسہِ رکعتینِ ویسالِ اللہ تعالیٰ حاجتہ فی قنوتِہِ ، فانہ یستجاب لہ ما لم یسالہ فی ماثم اوقطیعۃِ رحم و ان موضع قبرہ لبقعۃ بقاعِ الجنۃِ لا یزورھا مومن الا اعتقہ اللہ من النار ادخلہ الدارِ....

اگر کسی شخص کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ طوس میں میرے جد بزرگوار حضرت رضاؑ کی قبر کی زیارت کرے۔اس حال میں کہ غسل کیے ہوئے ہو۔آپؑ کے سرہانے دو رکعت نماز ادا کرے اور نماز کے قنوت میں پروردگار سے اپنی

حاجت طلب کرے۔وہ دعاؤں کے مستجاب ہونے کا مقام ہے۔بشرطیکہ اس کی دعا قطع رحم یا گناہ کے سلسلے میں نہ ہو۔جس مکان میں امام رضاؑ مدفون ہیں وہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔اس مقام کی جو مومن بھی زیارت کرے گا اللہ تعالٰی اسے جہنم سے آزاد کرے گا اور جنت میں داخل کرے گا.....

اب ہم ایک حدیث نقل کر رہے ہیں جسے امام رضاؑ نے روایت کیا ہے۔رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

''عنقریب میرے بدن کا ٹکڑا سرزمین خراسان میں دفن ہوگا۔جو کوئی مشکلات میں گرفتار شخص اس کی زیارت کرے گا۔رب کائنات اس کی مشکلات کو برطرف کرے گا اور جو کوئی گناہگار اس کی زیارت کرے گا رب کائنات اس کے گناہوں کو بخش دے گا....''

حاکم نیشاپوری نے اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو فرماتے سنا۔

''جو شخص بھی میرے بیٹے علیؑ کی قبر کی زیارت کرے گا خداوند عالم اس کو ستر حج کا ثواب عطا کرے گا۔پھر فرمایا،اور نہ معلوم کتنے حج ہیں کہ جو قبول حق بھی نہیں ہوتے۔جو شخص ان کی قبر کی زیارت کرے یا ایک رات ان کی قبر کے قریب گزارے وہ ایسے ہے گویا تمام اہل آسمان کی زیارت کی ہے اور جب قیامت کا دن برپا ہوگا ہم آئمہ اہل بیتؑ زائرین کو دیکھیں گے کہ وہ ہمارے اطراف میں

Presented by Ziaraat.Com

ہیں لیکن میرے بیٹے علی کے زائر کا مرتبہ بلند تر اور حیات معنوی کے لحاظ سے نزدیک تر ہوگا۔

حضرت امام محمد تقیؑ کا فرمان مبارک بھی حاکم نیشاپوری نے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔امام تقیؑ نے فرمایا۔

”جو شخص بھی میرے والد گرامی کی قبر اطہر کی زیارت کرے گا اللہ اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ بخش دے گا اور جب قیامت کا دن طلوع ہوگا تو اس کا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر کے سامنے ہوگا۔یہاں تک کہ اللہ تمام اہل عالم کے حساب سے فارغ ہو جائے.....“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابن حبان بستی شافعی اہل سنت کے نزدیک بہت خاص مقام رکھتے ہیں۔ اس طرح کہ ان کو امام، علامہ، حافظ، شیخ خراسان، علم فقہ، لغت وحدیث کا ستون اور عقلاء رجال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔لکھتے ہیں

”میں نے کئی مرتبہ امام رضاؑ کی قبر مطہر کی زیارت کی ہے۔اور شہر طوس میں میرے قیام کے دوران جب کبھی بھی مجھ پر کوئی مشکل پڑی تو میں نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا (آپ اور آپ کے خاندان پر درود و سلام ہو) کی قبر پاک کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مشکل کے حل کے لیے دعا مانگی تو میری دعا مستجاب ہوئی اور وہ مشکل حل ہوگئی۔یہ تجربہ میں نے وہاں پر کئی مرتبہ

کیا اور ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا۔اللہ تعالیٰ ہمیں محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آل رسولؑ پر موت عطا کرے.....“

حاکم نیشاپوری ایک مصری نوجوان کا ذکر کرتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ہوئی۔آیئے دیکھتے ہیں کہ اس مصری نوجوان کی حاکم سے کیا گفتگو ہوئی۔

”میں مرو رود میں تھا کہ حمزہ نامی ایک مصری مسافر سے ملاقات ہوئی۔اس نے کہا کہ وہ مصر سے حضرت امام رضاؑ کی بارگاہ کی زیارت کے ارادے سے طوس آیا ہے۔اور کہا کہ جیسے ہی وہ اس روضہ مبارک میں وارد ہوا غروب آفتاب کا وقت قریب تھا۔حضرتؑ کی قبر مطہر کی زیارت کی اور نماز پڑھی۔اس دن اس کے علاوہ کوئی اور زائر نہیں تھا۔جب نماز عشاء سے فارغ ہوا تو خادم قبر نے چاہا کہ اس کو روضے سے باہر نکال دے اور دروازے بند کر دے۔اس نے خادم سے چاہا کہ اس کو روضے کے اندر ہی بند کر دے اس کو باہر نہ نکالے چونکہ وہ دور سے آیا ہے اور اس کو باہر کوئی کام بھی نہیں ہے۔پس خادم نے اس کو وہیں چھوڑ دیا اور دروازے بند کر کے چلا گیا۔وہ تنہا مشغول نماز رہا یہاں تک کہ تھک گیا اور اپنے سر کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر آرام کرنے لگا۔جب سر کو اٹھایا تو اپنے سامنے کی دیوار پر دیکھا۔جس پر یہ شعر لکھے ہوئے تھے۔

من سره ان یری قبر ا برئویته
یفرج الله عمن زار(ه) کربه

Presented by Ziaraat.Com

فلیات ذاالقبرِ ان اللہ اسکنہ

سلالۃ من رسول اللہِ منتجبہ

(جو شخص اس قبر کی زیارت کرنے سے خوشحال ہوتا ہے خداوند عالم اس کی تمام پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے۔ پس اس صاحب قبر کے پاس آؤ کہ اس کو خداوند عالم نے یہاں سکونت عطا کی ہے اور یہ اللہ کے رسول کا منتخب وسلالہ پاک ہے)

حمزہ مصری نے بتایا کہ میں کھڑا ہوا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ یہاں تک کہ سحر ہو گئی اور میں پھر تھک کر اپنے سر کو گھٹنوں پر رکھا اور بیٹھ گیا۔ پھر جب میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ تحریر شدہ اشعار دیوار پر نہیں تھے۔ جبکہ وہ تحریر تازہ روشنائی سے لکھی ہوئی تھی۔ اس کا کہنا کہ صبح ہوئی دروازہ کھلا اور وہ باہر نکلا۔

جوینی شافعی نے ابونصر مؤذن نیشاپوری سے نقل کیا ہے۔

"میں ایک بہت سخت بیماری میں مبتلا تھا کہ جس کے اثر سے میری زبان بند ہو گئی اور گفتگو کرنے پر قادر نہ رہا۔ میرے ذہن میں خیال آیا کہ امام رضاؑ کی زیارت کو جاؤں اور آپؑ کی قبر کے پاس نماز پڑھ کر دعا کروں۔ اور امامؑ کو وسیلہ بناؤں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری سے نجات دے۔ میں زیارت کی نیت سے نکلا اور حضرتؑ کی زیارت سے مشرف ہوا آپؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اسی دوران اللہ تعالی سے رو رو کر اور صاحب قبر کا واسطہ دے کر دعا

مانگتا رہا۔ اور شفا طلب کرتا رہا۔ کہ پروردگار مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرما۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ کہ اچانک مجھے حالت سجدہ میں نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا چاند شق ہوا۔ اس سے ایک انتہائی خوبصورت بزرگ برآمد ہوئے اور میرے قریب آ کر کہا۔ اے ابونصر کہو....لا الہ الا اللہ.... میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں یہ کلمہ کیسے پڑھ سکتا ہوں میں گونگا ہوں بول نہیں سکتا۔ وہ بزرگ سخت لہجے میں بولے تم اللہ کی قدرت سے انکار کر رہے ہو۔ کہو....لا الہ الا اللہ....اچانک میری زبان کھل گئی اور میں نے کہا "لا الہ الا اللہ"۔ تب میں شکرانے کے طور پر مشہد سے اپنے گھر نیشاپور تک پیدل آیا اور تمام راستے میری زبان پر یہی کلمہ تھا۔ لا الہ الا اللہ" اور اس کے بعد کبھی بھی میری زبان بند نہ ہوئی۔

حاکم نیشاپوری نے زید فارسی سے نقل کیا ہے۔

"میں مرورود میں تھا کہ مرض نقرس میں مبتلا ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا تھا اور کھڑے ہو کر نماز بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ کہ ایک رات مجھے خواب میں بشارت ہوئی کہ تم قبر امام رضاؑ پر کیوں نہیں جاتے اور خود کو ان کی قبر سے مس کیوں نہیں کرتے۔ اور اللہ کو ان کا واسطہ دے کر دعا کیوں نہیں مانگتے۔ کہ یہ مرض دور ہو جائے۔ پس میں نے ایک جانور سواری کے لیے کرائے پر لیا اور طوس پہنچا اپنے آپ کو امامؑ کی قبر مطہر سے مس کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا

Presented by Ziaraat.Com

مانگی تو مجھ سے وہ مرض نقرس (جوڑوں کا درد) ختم ہوگیا۔اور میں دو سال سے یہاں ہوں درد بالکل نہیں ہے.....''

حاکم نیشاپوری ہی حمویہ بن علی سے نقل کرتے ہیں۔

''میں حمویہ کے ساتھ شہر بلخ میں تھا۔ایک دن ہم دونوں سوار ہوئے اور بازار بلخ پہنچے۔حمویہ نے ایک شخص کو دیکھا اور حکم دیا اس کو پکڑ لو اور دربار لے چلو۔پھر دربار پہنچ کر حکم دیا کہ ایک اچھا گدھا،ایک روٹی اور پنیر کے ساتھ دستر خوان اور دوسو درھم لے کر آؤ۔جب وہ چیزیں مہیا ہوگئیں تو حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو۔اس شخص کو حاضر کیا گیا۔وہ سامنے آیا تو حمویہ نے اس سے کہا۔تو نے ایک روز مجھے طمانچہ مارا تھا اور آج میں تجھ سے اس کا بدلہ لوں گا۔کیا تجھے یاد ہے کہ ہم سب ایک ساتھ امام رضاؑ کی زیارت کو گئے ہوئے تھے۔جب ہم نے زیارت کی تو تو نے خدا سے دعا کی۔پروردگار مجھے ایک گدھا،دوسو درھم اور روٹی و پنیر کے ساتھ دستر خوان عطا کر۔اور میں نے دعا کی۔پروردگار مجھے خراسان کی حکومت نصیب فرما۔تو نے میرے طمانچہ مارا اور کہا کہ جو کام نہیں ہوسکتا اس کی دعا نہ مانگ۔جبکہ آج اللہ تعالی نے مجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے اور تیرے لیے بھی تیری خواہش کو پورا کر دیا ہے۔اب میرا ایک طمانچہ تجھ پر باقی ہے.....''

☆☆☆☆☆☆☆☆

امام علی رضا علیہ السلام کے مناظرے

جتنے بھی عباسی حکمران گزرے ہیں۔ان میں مامون جیسا علم دوست اور کوئی نہیں تھا۔وہ بہت ہی زیرک انسان تھا۔اس کے دور میں یونانی فلسفہ کو عربی زبان میں منتقل کیا گیا۔اس نے چالیس عالموں کے ساتھ ایک مناظرہ بھی کیا جس میں اس نے امیر المومنین حضرت علیؑ کی خلافتِ بلافصل کو ثابت کیا۔اور وہ چالیس عالم اس کے سامنے لاجواب ہوگئے۔

جب اس نے امام علی رضاؑ کو مرو میں بلایا اور زبردستی ولی عہد بھی بنا دیا تو اس نے ذاتی طور پر کچھ سوالات بھی کئے۔اور امام سے علمی استفادہ کیا۔اس دور میں بہت سے فرقے اور مذاہب موجود تھے۔اور بسا اوقات ان مذاہب کے علماء کی طرف سے خلافت کے بارے میں سوالات کئے جاتے تھے اور ان کے کما حقہ جواب نہیں دیئے جا سکتے تھے۔جس کے سبب اکثر اوقات مامون کو ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔لہذا مامون نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے حکم دیا کہ گردونواح سے مختلف مکاتب فکر کے دانش مندوں کو مرو میں بلایا جائے تاکہ وہ مامون کے سامنے امام رضاؑ کے ساتھ مناظرہ کریں۔

مامون کا قصد یہ تھا کہ مناظروں میں پیش کئے جانے والے امامؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

فرمائشات سے علمی استفادہ کے ساتھ ساتھ دوسرے مکاتب فکر کے علما کی طرف سے کیئے جانے والے اعتراضات کے جواب بھی امامؑ کے توسط سے دیئے جائیں جو کہ مامون کے بس سے باہر تھے۔

اور اگر وہ لوگ فن مناظرہ میں امامؑ پر غالب آجائیں گے تو آپؑ کا علمی مقام کم ہوگا اور لوگوں میں پائی جانے والی محبت اور عقیدت میں کمی آجائے گی۔ یوں اسے دونوں طرح سے فائدہ تھا۔وہ جانتا تو تھا کہ امامؑ، آل رسول ہیں لیکن وہ ان کا مقام نہیں پہنچانتا تھا۔اگر عباسیوں نے اہل بیت کا مقام پہنچانا ہوتا تو وہ وہ اہل بیت پر ظلم کی داستانیں رقم نہ کرتے۔ان کا ایک ظلم تو یہ بھی ہے کہ انھوں نے حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں پروپیگنڈا کیا۔اور ان کے ایمان پر فتوے دیئے۔ایسا بھی انھوں نے اپنا اقتدار برقرار رکھنے کے لیے کیا۔ اقتدار کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا گیا۔بہرحال ہم ذکر کررہے تھے امامؑ تو آسمانی علم کے وارث تھے۔علم لدنی انہی کی میراث تھا۔آپؑ تو اس ہستی کے فرزند تھے کہ جو شہر علم کا دروازہ ہیں۔اور فرمایا کرتے تھے۔سلونی سلونی.....بھلا وہ ان نام نہاد عالموں سے مغلوب ہوسکتے تھے.....؟؟؟؟؟

خطبہ توحید

حضرت امام علی رضاؑ نے دوسرے مذاہب کے علما کے ساتھ مناظرے کی مجالس میں تشریف لانے سے پہلے مامون کی فرمائش پر بنی ہاشم کے سرکردہ افراد،

جن میں بنی عباس اور علوی دونوں شامل تھے، کے سامنے توحید اور واحدانیت کے بارے میں ایک ایسا خطبہ دیا جس پر سب حیران رہ گئے۔یہ بہت طویل خطبہ ہے لیکن ہم اسے اختصار کے ساتھ نقل کررہے ہیں۔محمد بن یحییٰؒ، قاسم بن ایوب اور شیخ صدوق نے اسے یوں نقل کیا ہے۔

"جب مامون نے یہ ارادہ کیا کہ امام رضاؑ کو اپنا نائب اور ولی عہد بنائے تو مرو میں موجود تمام بنی ہاشم خواہ وہ بنی عباس ہوں یا علوی، کو بلا بھیجا اور ان کے ساتھ مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ علی بن موسیٰ الرضاؑ کو اپنا ولی عہد بناؤں۔جو کہ میرے بعد خلافت کے امور کو سنبھال لیں گے۔لیکن ان لوگوں نے حسد کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو شخص خلافت کے بارے میں بصیرت نہ رکھتا ہو اسے ولی عہد بنائے۔اسی وقت کسی کو اس کے پاس بھیج دے جو اسے ہمارے سامنے لائے تا کہ اس کی نادانی تم پر ثابت ہو۔مامون نے ایک شخص کو آپؑ کی خدمت میں روانہ کیا۔جب آپؑ تشریف لے آئے تو بنی ہاشم کی ایک جماعت نے کہا۔یا ابا الحسن منبر پر جائیں اور اللہ کی واحدانیت کے بارے میں کچھ اس طریقے سے بیان کریں کہ ہم اسی کے مطابق اس کی بندگی کریں۔امامؑ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔اللہ کی حمد و ثنا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاندان پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

(ہم صرف ترجمہ لکھ رہے ہیں)

عبادتِ الٰہی کا سر چشمہ اور نقطہ آغاز اس کی معرفت ہے اور معرفتِ الٰہی کی بنیاد اور جڑ اس کی وحدانیت ہے اور توحید اللہ کا نظام اور ثبات اس سے تمام صفات کی نفی کرنے پر ہے۔(صفات خدا مخلوق کی صفات کی طرح زائد بر ذات نہیں ہے) کیونکہ اس بات پر عقل کی گواہی ہے کہ صفت وموصوف مخلوق ہیں اور ہر مخلوق اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اس کا کوئی خالق ہے۔جو نہ صفت ہے اور نہ موصوف۔کیونکہ صفت اور موصوف آپس میں وابستہ اور مربوط ہونے کی وجہ سے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ حادث اور خلق شدہ ہیں۔اور کسی چیز کا حادث ہونا اس بات کے لیے مانع ہے کہ وہ ازلی ہو۔چنانچہ ازلیت کا بھی حدوث سے ہونا ممتنع اور نا ممکن ہے۔(یعنی جو چیز حادث ہو اس کا قدیم اور ازلی ہونا محال ہے)

پس جس نے ذاتِ الٰہی کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہوئے پہچانا ہے اس نے خالق کی شناخت حاصل ہی نہیں کی۔اور جو سوچ وفکر کے ذریعے اس کی حقیقت کو سمجھنے کے درپے ہوا تو وہ موحد ہی نہیں۔اور جس نے اس کی مثال پیش کی اس کی ذات کو نہیں پہچانا۔جو خدا کے لیے کسی انجام کا قائل ہوا، اس کی تصدیق نہیں کی۔جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اس کا قصد نہیں کیا۔جس نے اسے تشبیہ دی اس کی طرف توجہ نہیں کی۔جو رب تعالیٰ کے جز کا قائل ہوا۔اس کے لیے تواضع اور

پستی اختیار نہیں کی اور جس نے اسے وہم میں لایا، اس کا ارادہ نہ کیا۔

جس چیز کی حقیقت پہچانی جائے وہ مخلوق ہے، ہر وہ چیز جو اپنے غیر کے ذریعے قائم ہو، معلول ہے، صنعتِ خدا کے ذریعے اس کی ذات پر استدلال کیا جاتا ہے۔عقل کے ذریعے اس کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔فطرت کے ذریعے اس کی حجت (اور نشانیوں) کو ثابت کیا جاتا ہے۔

اس کی خالقیت، اس کے اور مخلوق کے درمیان ایک حجاب اور اس کے مخلوق سے غیر ہونے کی دلیل ہے۔مخلوق کا زمان ومکان کا محتاج ہونا خدا کا ان سے جدا اور ممتاز ہونے کی دلیل ہے۔

خِلقتِ مخلوقات کا آغاز اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کا کوئی آغاز نہیں۔کیونکہ ہر آغاز رکھنے والا دوسرے کو وجود میں لانے سے عاجز ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کو سامان مہیا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کسی قسم کے آلات وسامان کا محتاج نہیں۔کیونکہ آلات اس کے استعمال کرنے والوں کی محتاجی کی علامت ہے۔اس کے اسمائے حسنیٰ عین ذات نہیں بلکہ تقریبِ ذہن کے لیے صرف تعبیر ہیں۔اس کے افعال فہم ومعرفت کے لیے ہیں۔اس کی ذات ایک حقیقت ہے۔

بنا برایں جس نے خدا کی صفت کی وہ خدا سے جاہل رہا۔جس نے اس کو کسی چیز پر مشتمل جانا اس نے اللہ پر تجاوز کیا۔جو حقیقتِ رب کو سمجھنے کے درپے

Presented by Ziaraat.Com

ہوااس نے خطا کی۔جس نے کہارب ایسا ہےاس نے رب کوتشبیہ دی۔جس نے کہارب کیوں ہےاس کودوسروں کی طرح علت کامحتاج جانا۔جو کہے رب کب سے ہےاس کووقت میں محدود کیا۔جو کہے کس چیز میں،اس کوکسی دوسری چیز کے ضمن میں قرار دیا۔جو کہے کس چیز کی طرف،اس کے لیے نہایت کا قائل ہوا۔جو کہے کب تک،اس کے لیے غرض و غایت کا تصور کیا۔جواس کے لیے غایت کا قائل ہواتو غایت کواس سے برتر جانا۔جس نے غایت کواس سے برتر قرار دیا۔اس کے اجزاء قرار دیئے جس نے اس کے اجزاء قرار دیئے،اس کی توصیف کی اور جس نے اس کی توصیف کی تواس نے کفروالحاد کواپنایا۔

ذاتِ الٰہی مخلوقات کے تغیرات اور تبدیلیوں سے متغیر نہیں ہوتی۔جس طرح ان کی محدودیت سے وہ محدود نہیں ہوتا۔وہ یکتا ہے لیکن اس عدد کے ذریعے نہیں۔ظاہر ہے لیکن معاشرت کے ذریعے نہیں۔آشکارو متجلی ہے لیکن آنکھوں سے نہیں۔پنہاں ہے لیکن مخلوق سے دوری کے ذریعے نہیں۔جدا ہے لیکن فاصلے کے ذریعے نہیں،نزدیک ہے لیکن ظاہری قرابت کے ذریعے نہیں۔ لطیف ہے لیکن جسم کے ذریعے نہیں۔موجود ہے نہ عدم کے بعد فاعل ہے نہ ضرورت کی بناپر،مقدر کرنے والا ہے،نہ غوروفکر کے ذریعے۔تدبیر کرنے والا ہے نہ کسی حرکت کے ذریعے،ارادہ کرنے والا ہے نہ مقدمات فکری کے ذریعے، چاہنے والا ہے نہ ہمت وکوشش کے ذریعے،سننے والا ہے نہ کان کے ذریعے اور

دیکھنے والا ہے نہ آنکھ کے وسیلے سے۔

نہ اوقات اس کی ہمراہی کر سکتے ہیں اور نہ جگہیں اسے اپنے اندر سموسکتی ہیں۔اس پر کبھی اونگھ طاری نہیں ہوتی۔نہ صفات اسے محدود کرسکتی ہیں اور نہ آلات وسامان اس کومقید کرسکتے ہیں۔

اس کی حقیقت اوقات پر سابق،اس کا وجود عدم پر اور اس کی زیست ابتداء پر مقدم ہے۔اس کے شعور کوخلق کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے لیے شعور و حواس کا کوئی سامان نہیں۔جواہر کوایجاد کرکے یہ جانا گیا کہ اس کا کوئی جوہر نہیں۔ اس کے دوسری چیز سے ضد ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ اس کی کوئی ضد نہیں اور اس کے ہر شے کے قرین ہونے سے پہچانا گیا کہ اس کا کوئی قرین نہیں۔اس نے نور کو ظلمت کی ضد،آشکاری اور روشنی کوتیرگی کا مخالف،خشک کوتر کے مقابلے میں اور سردی کوگرمی کی ضد قرار دیا۔

وہ آپس میں دشمنی رکھنے والوں میں محبت پیدا کرنے والا،اور ملے ہوؤں کو جدا کرنے والا ہے۔اور اشیاء میں پیدا کی جانے والی یہ جدائی،ان کوجدا کرنے والے (کے وجود) کی دلیل ہے۔اور ان میں انس ومحبت پیدا کرنا بھی ان میں الفت پیدا کرنے والے کا ثبوت ہے۔کیونکہ اللہ کا فرمان ہے۔

''ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنادیئے تم نصیحت پاجاؤ۔''

وہ اس وقت بھی حقیقی معبود تھا جب کوئی عبادت کرنے والا نہ تھا۔وہ حقیقی

Presented by Ziaraat.Com

پروردگار تھا۔اس وقت بھی حقیقی عالم تھا جب کوئی معلوم نہ تھا۔خالق تھا جب کوئی مخلوق نہ تھی۔اس وقت بھی مفہوم سامع اس کے لیے حاصل تھا جب کوئی مسموع (سنی جانے والی چیز) نہ تھی۔ایسا نہیں ہے کہ جب سے خلق کیا معنی خالق کا حقدار رہا ہو۔اور نہ یہ کہ مخلوقات کو وجود میں لانے کے بعد خالقیت کو پالیا ہو۔ کیوں نہ ایسا ہو جبکہ زمانوں پر دلالت کرنے والے الفاظ اس کے لیے استعمال نہیں ہوتے۔کیونکہ نہ لفظ ''جب'' سے اس کے غیب کو بیان کرسکتا ہے۔اور نہ لفظ ''اب'' اس کی قربت کا معنی دیتا ہے۔نہ کلمہ ''شائد'' آنے والے زمانے کو اس سے مخفی رکھ سکتا ہے اور نہ کلمہ ''کب'' ہی اس کے لیے وقت ثابت کرسکتا ہے اور نہ لفظ ''تب'' اس کو اپنے اندر شامل کرسکتا ہے اور نہ لفظ ''مع'' کسی چیز کو اس کے قریب کرسکتا ہے۔

ایسے الفاظ صرف خود کو محدود کرتے ہیں اور آلات اور اوزار بھی اپنے ہی جیسوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔زمانی اشیاء میں (صرف انہی سے صادر ہونے والے) افعال ہی پائے جاتے ہیں۔بنا برایں لفظ ''منذ'' (جب سے) قدیم نہیں ہوسکتا اور لفظ ''قد'' (ابھی) بھی ازلیت کو نفی کرتا ہے اور کلمہ ''لولا'' (اگر نہ ہوتا) اشیاء کے نقص کی دلیل ہے۔جو کمال کو ان سے برطرف کردیتا ہے۔چیزوں کا آپس میں جدا ہونا ان کے جدا کرنے والے کے وجود پر دلیل ہے ان کا آپس میں متضاد ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ہے جس نے ان کو

متضاد پیدا کیا۔

ان مخلوقات کے ذریعے ان کے صانع عقلوں میں جلوہ گر ہوا۔اور ان کے وجود آنکھوں کو دیکھنے میں مانع ہوچکے ہیں۔اوہام انہی کی طرف حکم کرتے ہیں اور اوہام میں خدا کے علاوہ دوسری اشیاء ثابت ہوتی ہیں۔(کیونکہ خدا اس سے برتر ہے کہ مخلوق کے وہم میں سما جائے) اور انہی مخلوقات کے وجود سے وجودِ خدا پر دلیل لائی جاتی ہے۔ان کے وجود سے رب کے وجود کا اقرار کیا جاتا ہے۔اور عقلوں کے وسیلے سے تصدیق خدا کا اعتقاد حاصل ہوتا ہے اور اقرار کے ذریعے ایمان کامل ہوجاتا ہے۔

لہذا ہر وہ صفت جو مخلوق میں ہوتی ہے خالق میں نہیں پائی جاتی۔اور ہر وہ چیز جس کا موجودات میں امکان پایا جاتا ہے ان کے صانع میں پایا جانا محال ہے۔اس میں حرکات وسکنات نہیں پائی جاتیں۔اور کیونکر اس میں پائی جاسکتی ہیں جبکہ حرکات وسکنات کو خود اس نے وجود میں لایا ہے۔کیونکر وہ چیز اس کی طرف پلٹ سکتی ہے۔جس کو خود اس نے ابتدا بخشی ہے۔کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو اس کی ذات میں تغیر لازم آئے گی اور اس کی ذات اجزاء کی حامل ٹھہرے گی اور معنائے ازلیت اس کے لیے محال ہوگا اور خالق اس کے غیر یعنی مخلوق کے مفہوم میں بدل جائے گا اور اس کو ''پیچھے'' کے ذریعے محدود کیا جائے گا تو آگے سے محدود ہوگا۔اگر اس کے لیے کامل اور کمال کا تصور ممکن ہو تو لازماً نقصان کا بھی

Presented by Ziaraat.Com

تصور ہوگا۔

جس کے لیے حدوث ممتنع نہ ہو وہ کیونکر ازلیت کا مستحق ہوسکتا ہے اور کیسے اشیاء کو ایجاد کرے گا۔ جس کو ایجاد کرنا محال نہ ہو کیونکہ ان دونوں صورتوں میں مخلوقیت اور مصنوعیت اس میں ثابت ہوتی ہے اور وہ خود ایک معلول اور مخلوق بن جاتا ہے جو اپنی علت اور خالق کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

علمائے مکاتب کے ساتھ مناظرے

ابن بابویہ نے حسن نوفلی سے روایت کی ہے کہ جب امام رضاؑ مرو میں داخل ہوئے تو مامون نے فضل بن سہل کو حکم دیا کہ دوسرے مکاتب فکر کے عالموں اور دانشمندوں کو جمع کیا جائے تا کہ مامون کی موجودگی میں وہ امامؑ سے مناظرہ کریں۔ اس مناظرے میں جن علما اور مذہبی شخصیات نے شرکت کی۔ ان کے نام یہ ہیں۔

مسیحی عالم جاثلیق ، یہودی دانش مند راس جالوت اور ستارہ پرست مذہب کے رئیس۔ جن کے سردار کا نام ہربدا کبر تھا۔ ان کے علاوہ کچھ آتش پرست نسطاس رومی اور دیگر بڑے عالم موجود تھے۔

جب یہ سب لوگ جمع ہو چکے تو فضل بن سہل نے مامون سے ان کا تعارف کرایا۔ اور مامون نے ان سے کہا۔

”آپ لوگوں کو یہاں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ کچھ پیچیدہ علمی مسائل ہیں جن کو میرے ابن عم اور ولی عہد علی بن موسیٰ الرضاؑ جو حال ہی میں حجاز سے مرو تشریف لائے ہیں کے ساتھ مناظرے کی صورت میں حل کیا جائے۔ یقیناً آپ لوگوں کو اس سلسلے میں کامیابی ہوگی اور کسی قسم کی مخالفت سے دو چار نہیں ہوں گے۔“ دانشمندوں نے اپنی موافقت کا اعلان کیا۔

راوی لکھتا ہے کہ ”ہم امام رضاؑ کی خدمت میں تھے اور آپؑ ہمیں حدیث بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں آپؑ کا خادم یاسر حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ میرے آقا! آپ کو خلیفہ نے سلام بھیجا ہے اور کہلا بھیجا ہے کہ

”برادرم! میں آپؑ پر فدا جاؤں۔ مختلف ادیان سے تعلق رکھنے والے علما اور دانش وروں کا ایک گروہ میرے پاس موجود ہے لہٰذا اگر حضور کی خواہش ہو تو ان کے ساتھ مناظرہ کے لیے میرے پاس تشریف لے آئیں۔ اور اگر تشریف لانے میں زحمت ہے تو ہم خود حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔“

امامؑ نے یاسر سے فرمایا۔ ”مامون سے کہو کہ میں جانتا ہوں ایسے مناظروں سے تمہارا کیا مقصد ہے۔ اس کے باوجود میں انشاء اللہ کل صبح پہنچ جاؤں گا....“

جب یاسر چلا گیا تو امامؑ نے فرمایا۔ ”اے نوفل! تمہارے خیال میں ان عالموں اور اہل شرک کو مناظرہ کے لیے کیوں جمع کیا گیا ہے....؟“

Presented by Ziaraat.Com

نوفل (راوی) لکھتا ہے کہ ''میں نے عرض کی۔میری جان آپؑ پر قربان ہو۔یہ چاہتا ہوگا کہ امامؑ کا امتحان کرے اور آپؑ کی علمیت کا اندازہ کرے۔ لیکن اس کا یہ کام درست نہیں ہے۔بلکہ اس نے غلطی کی ہے کیونکہ جن افراد کو مامون نے بلایا ہے اہل مغالطہ اور سفسطہ کے حامل ہیں۔ان کے ساتھ مناظرہ کرنا ایک پیچیدہ کام ہوگا کیونکہ صحیح دلائل اور برہان کو قبول نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ مغالطے کے ذریعے مدمقابل کو فلسفی استدلالات کے پیچ وخم میں پھنسا دیں اور باطل کو حق اور حق کو باطل بنا کر پیش کرتے ہیں۔اور حتیٰ کہ محسوسات کے لیے بھی دلیل طلب کرتے ہیں تا کہ مدمقابل اپنی بات کو واپس لینے پر مجبور ہوجائے۔''

امامؑ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور فرمایا۔

''کیا تم ڈرتے ہو کہ وہ میرے دلائل کو بھی رد کردیں گے.....؟''

میں نے عرض کی۔''رب کائنات کی قسم! میں ایسا ہرگز نہیں سوچتا۔مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو ان پر کامیابی عطا فرمائے گا.....''

پھر امامؑ نے فرمایا۔''اے نوفل کیا جاننا چاہتے ہو کہ مامون اپنے اس کام پر کب پشیمان ہوگا....؟''

عرض کیا۔جی ہاں۔فرمادیجئے.....''

امامؑ نے فرمایا۔''مامون اس وقت اس کام سے پشیمان ہوجائے گا جب

میں ہر مذہب کے عالم اور رئیس کو اس کی اپنی کتاب کے ذریعے جواب دے کر مغلوب کروں گا۔عیسائی کی بات کو انجیل سے رد کروں گا۔یہودی کا جواب تورات سے دوں گا۔اہل زبور کو زبور سے اور ستارہ پرستوں کو ان کی اپنی زبان عبرانی سے جواب دوں گا۔اسی طرح ہر ایک کو ان کی اپنی کتاب سے دلیل اور جواب دوں گا۔وہ لوگ نہ صرف خاموش اور سرکوب ہوں گے بلکہ سب اتفاق سے میری باتوں کی تصدیق بھی کریں گے۔اس وقت مامون اپنے اس منصوبے پر پشیمان ہوجائے گا۔(کیونکہ سب پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ جس مسند پر وہ بیٹھا ہے اس کے اصل حقدار امامؑ تھے۔اور وہ اس کے باپ اور دوسرے جبر وزبردستی سے اس پر قابض ہوئے تھے۔)

جب صبح ہوئی تو فضل بن سہل امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

''قربان جاؤں آپ پر۔آپؑ کے ابن عم آپ کے منتظر ہیں۔اور دوسرے ادیان کے علما بھی جمع ہوچکے ہیں۔حضور کا کیا خیال ہے.....؟''

امامؑ نے فرمایا۔''تم جاؤ۔ہم آتے ہیں....''

اس کے بعد امامؑ نے وضو کیا اور شربت نوش فرمایا اور ہمیں بھی عطا کیا۔پھر ہم بھی آپؑ کے ہمراہ چلے۔جب مامون کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ دربار لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔اور امامؑ کے چچا محمد بن جعفر بھی ان کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جو کہ بنی ہاشم کی بزرگ شخصیتوں میں سے تھے۔دینی

Presented by Ziaraat.Com

دانشمندوں کے علاوہ بعض فوجی افسران بھی دربار میں حاضر تھے۔

جب امامؑ دربار میں داخل ہوئے تو مامون آپؑ کے احترام میں کھڑا ہوگیا۔اسی طرح دربار میں موجود سب حاضرین بھی کھڑے ہوئے۔اس کے بعد امامؑ اور مامون بیٹھ گئے جبکہ دیگر افراد کھڑے رہے۔امامؑ نے انھیں بیٹھنے کو کہا تو وہ بیٹھے۔مامون کی توجہ امامؑ کی طرف تھی۔اور وہ آپؑ سے گفتگو کررہا تھا۔جب اس نے گفتگو ختم کی تو مسیحی عالم جاثلیق کی طرف رخ کیا اور کہا۔

”یہ حضرت ہمارے ابن عم علی بن موسی الرضا ہیں۔جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کی اولاد اور علی ابن ابی طالبؑ کے فرزندوں میں سے ہیں۔میرا ہدف یہ ہے کہ ان کے ساتھ منصفانہ مناظرہ اور بحث عمل میں لائی جائے.....“

جاثلیق، جو کہ متکلمین پر مناظرے میں غالب ہوا کرتا تھا، امامؑ کو بھی دوسروں کی طرح خیال کرتے ہوئے آپؑ سے بھی وہی سوال کیا۔جو دیگر سے کرتا تھا۔

جاثلیق دوسرے تکلمین سے یہ سوال کیا کرتا تھا۔ہم سب اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ پیغمبر خدا اور صاحب کتاب اور آسمان میں زندہ ہیں۔اسی طرح وفات محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بھی ہمارا اتفاق ہے۔لیکن ان کی بعثت کے بارے میں ہم متفق نہیں ہیں تو آپ کے پاس ان کی نبوت کی کیا

دلیل ہے.....“

متکلمین اس سوال سے خاموش رہ جاتے تھے۔لہذا اس نے یہی سوال امامؑ سے بھی کیا۔اور کہا۔”نبوت عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے..؟ ان کی کتاب کو قبول کرتے ہیں کہ نہیں....؟“

(جاثلیق منتظر تھا کہ امام مثبت میں جواب دیں گے تو آپؑ سے کہے کہ پس آپؑ عیسیٰؑ کی نبوت کے قائل ہیں لیکن ہم آپ کے پیغمبر کو قبول نہیں کرتے۔ لہذا آپؑ ان کی نبوت کی دلیل پیش کریں یوں امامؑ بھی دوسرے متکلمین کی طرح عاجز رہیں گے۔لیکن اس کو معلوم نہیں تھا کہ کس ہستی کے ساتھ گفتگو کررہا ہے۔یا یہ کہ وہ یہ بات بھول گیا تھا کہ اس کے بڑوں نے بھی ان کے اجداد سے مباہلہ کا اعلان کیا تھا لیکن بوقت مباہلہ وہ پیچھے ہٹ گئے تھے اور انھیں زبردست شکست ہوئی تھی۔)

امامؑ نے فرمایا۔”میں نبوت عیسیٰؑ اور ان کی کتاب کہ جس میں حواریوں کو اپنے بعد پیغمبر کے آنے کی بشارت دی ہے پر ایمان رکھتا ہوں۔لیکن عیسیٰؑ کی پیغمبری کا معتقد نہیں ہوں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت اور کتاب کا اعتراف نہیں کیا اور اپنی امت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی بشارت نہیں دی....“

(جاثلیق نے جب خلاف توقع سرکوب کرنے والے جواب کو سنا تو

Presented by Ziaraat.Com

مناظرے کا انداز بدلتے ہوئے کہا۔

جاثلیق ...کیا کسی خبر کے اثبات کے لیے دو شاہد نہیں چاہیں....''؟

امامؑ ...''کیوں نہیں......''

جاثلیق۔''پس دو گواہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے لیے پیش کریں جو آپ کے مذہب سے نہ ہوں۔نیز ان کی گواہی قابل قبول ہو......''

امامؑ ...ابھی آپ نے انصاف کی بات کی۔کیا آپ اس شخص کی گواہی قبول نہیں کریں گے جو عیسائیوں کے نزدیک عادل ہو....''؟

جاثلیق ...وہ شخص کون ہے اور اس کا کیا نام ہے....''؟

امامؑ ....''یوحنا ویلمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں.....''؟

جاثلیق .....آپ نے ایک ایسے شخص کا نام لیا ہے جو مسیحوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے......''

امامؑ ...''کیا آپ کی کتاب انجیل میں یوحنا یہ نہیں کہتے کہ حضرت مسیح نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین اور ان کی آمد کی خوش خبری دی ہے۔وہ ان (حضرت مسیح) کے بعد ظہور فرمائیں گے۔اور میں نے بھی حواریوں کو یہ خوشخبری سنائی ہے اور انھوں نے بھی اس کو قبول کیا....''

جاثلیق ....''یوحنا نے اس مطلب کو مسیح سے نقل تو کیا ہے لیکن ان کے ظہور کے وقت کا تعین نہیں کیا ہے.....''

امامؑ ....اگر کوئی انجیل کو جاننے والا ان عبارتوں کو من عن پڑھے جو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کے بارے میں پائی جاتی ہیں تو کیا آپ کو قبول ہے.....''؟

جاثلیق ....''ہاں یہ تو منطقی اور مدلل بات ہوگی....''

امامؑ نے نسطاس رومی سے فرمایا۔کیا آپ انجیل کی تیسری کتاب زبانی پڑھ سکتے ہیں....''؟

اس نے کہا۔نہیں....

پھر راس جالوت سے یہی سوال کیا۔اس نے کہا۔

''جی ہاں۔مجھے حفظ ہے....''

امامؑ نے فرمایا۔''میں انجیل کا کچھ حصہ پڑھتا ہوں اگر میرے دعوی کے مطابق ہو تو اس کی گواہی دینا ورنہ، نہ.....''

پھر آپؑ نے انجیل پڑھنا شروع کی۔اور جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پر پہنچے تو توقف فرمایا اور جاثلیق سے فرمایا۔

''مسیحؑ و مریمؑ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ بتاؤ آیا میں انجیل کو زیادہ جانتا ہوں یا آپ.....''

جاثلیق .....آپؑ زیادہ جانتے ہیں.....

امامؑ نے اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پڑھا پھر فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

"اے نصرانی یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے کہے ہوئے مسیح کا کلام ہے اگر تم اس کو جھٹلاؤ گے تو درحقیقت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جھٹلایا ہے اور اس صورت میں تم واجب القتل ہو جاؤ گے......"

جاثلیق لاجواب ہو گیا۔اور مجبور ہو کر کہنے لگا" جو چیز انجیل میں ہے میں اس پر اقرار کرتا ہوں....."

امامؑ حاضرین سے مخاطب ہوئے۔"اس کے اقرار پر گواہ رہنا...."

اس کے بعد جاثلیق سے مخاطب ہوئے۔" آپ کے مسیح میں جو نقص پایا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ ان کے نماز اور روزہ میں کمی تھی....."

جاثلیق۔"افسوس کہ آپ نے اپنی علمیت پر پانی پھیر دیا۔میں تو آپ کو عالم ترین شخص سمجھ رہا تھا....."

امامؑ ....کیوں میں نے اپنا علم ضائع کیا...."؟

جاثلیق۔"اس بات کی وجہ سے جو آپ نے حضرت مسیح کے بارے میں کہی ہے۔کیونکہ حضرت مسیح ہمیشہ روزہ اور نماز کی حالت میں ہی ہوتے تھے..."

امام...."کس کی خاطر نماز اور روزہ میں مشغول رہتے تھے...."؟

جاثلیق اب مطلب سمجھ گیا اور خاموش ہو گیا۔کیونکہ اگر وہ کہتا کہ خدا کے لیے تو یہ ان کے عقیدے کے مطابق نہ تھا۔کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا مانتے ہیں۔وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

جاثلیق ...."کون مردہ کو زندگی، بیمار کو صحت یابی اور نابینا کو بینائی عطا کرتا تھا۔کیا ایسی ہستی بندگی کی مستحق نہیں...."؟

امامؑ ...الیسع بھی حضرت عیسیٰؑ کی طرح باذن رب تعالیٰ مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔پانی کے اوپر راہ چلتا تھا۔لیکن اس کے باوجود ان کے پیروکاروں میں کوئی ان کی خدائی کا قائل نہ ہوا۔اسی طرح حضرت حزقیل نے ۳۵ ہزار افراد کو مرنے کے سات سال بعد زندہ کیا۔حضرت ابراہیمؑ نے چار پرندوں کو مارنے کے بعد ان کے گوشت کے بہت سے ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھا اور پھر جب آواز لگائی تو وہ پرندے زندہ ہو کر حضرت ابراہیمؑ کی طرف پرواز کرنے لگے۔اسی طرح جب بنی اسرائیل کے ۷۰ افراد حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ تھے اور آسمانی بجلی کے نتیجے میں جل گئے۔حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو وہ سب زندہ ہو گئے۔اے جاثلیق۔آپ ان میں سے کسی بات کو بھی رد نہیں کر سکتے کیونکہ انجیل، تورات، زبور، قرآن مجید میں ان تمام مطالب کی طرف اشارہ ہوا ہے۔پس زندہ کرنا ہی خدائی کی دلیل نہیں ہے۔اس صورت میں تمہیں چاہئے کہ ایک خدا کی بجائے متعدد خداؤں کی پرستش کرو....."

جاثلیق ...."امامؑ کے استدلالوں کے مقابلے میں سرکوب ہوا اور عرض کی۔"آپ کی باتیں صحیح اور منطقی ہیں کہ خدائے یکتا کے علاوہ کوئی معبود نہیں..."

امامؑ نے جاثلیق کے بعد راس الجالوت جو کہ یہودیوں کا عالم تھا سے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا۔ ''کیا آپ نے تورات پڑھی ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا ہے کہ جب آخری زمانے کی امت آئے گی تو اس شخص کا پیروکار ہونا جو اونٹ پر سوار ہوگا اور وہ ہر وقت اللہ کی تسبیح وستائش میں مشغول ہوں گے......''

راس الجالوت....''جی ہاں۔ میں نے پڑھا ہے....''

امام ؑ نے جاثلیق اور راس سے فرمایا۔ ''کیا تم لوگوں نے انہی مطالب کو کتاب اشعیا میں پڑھا جس میں وہ کہتا ہے۔ میں نے ایک ایسے شخص کی صورت کو دیکھا ہے اور اسی طرح ایک شتر سوار کو بھی دیکھا جو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا...''؟

جاثلیق و راس الجالوت.... ''آپ صحیح فرمارہے ہیں اشعیا نے ایسا ہی کہا ہے.....''

امام ؑ .... ''جو گدھے پر سوار تھے حضرت عیسیٰ ؑ اور جو اونٹ پر سوار تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے۔

راس الجالوت.... ''آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کو کہاں سے ثابت کرتے ہیں...''؟

امام ؑ ...''موسیٰ بن عمران، عیسیٰ بن مریم اور حضرت داؤد ؑ جو روئے زمین پر اللہ کے خلیفہ ہیں، نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی گواہی دی ہے....''

راس الجالوت.... ''موسیٰ بن عمران کی گواہی تورات سے ثابت کریں....''

امام ؑ ...''اے یہودی! کیا تم جانتے ہو کہ حضرت موسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل سے اس کیفیت میں سفارش کی اور ان سے فرمایا۔ جلد ہی تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر آنے والے ہیں کہ تمہیں ان پر ایمان لانا اور ان کی باتوں پر کان دھرنا چاہئے۔ کیا بنی اسرائیل کے، اولادِ اسماعیل ؑ کے علاوہ کوئی اور بھائی پایا جاتا ہے۔؟ اگر ہے تو بتاؤ.....''؟

''راس الجالوت....''ہاں یہ کلام موسیٰ ہے اور ہم اس کو رد نہیں کرسکتے...''

امام ؑ .... ''کیا برادران بنی اسرائیل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کوئی اور پیغمبر آیا ہے....''؟

راس الجالوت....''نہیں...''

امام ؑ ..... ''کیا یہ مطلب تمہارے نزدیک صحیح ہے....''؟

راس الجالوت.... ''صحیح ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں اس کی صحت کو تورات سے ثابت کریں.....''

امام ؑ ...کیا اس مطلب کو مانتے ہو جسے تورات بیان کر رہا ہے کہ نور طور سینا کی پہاڑی سے آچکا اور کوہ ساعیر سے ہمیں روشنی عطا کی اور کوہ فاران سے ہم پر آشکار ہوا...''؟

راس الجالوت....''میں اس بات کو جانتا ہوں لیکن اس کی تفسیر کا علم نہیں۔''

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ ....''میں ان کی تفسیر آپ سے بیان کرتا ہوں......

پہلے جملے میں جو یہ کہا گیا کہ نور، طور سینا کی پہاڑی سے آچکا۔اس سے مراد وہ وحی ہے جو رب کائنات نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کی تھی۔ دوسرا جملہ کہ کوہِ ساعیر سے روشنی عطا کی تو اس سے مقصود وہ پہاڑی ہے جہاں عیسیٰؑ بن مریم ٹھہر چکے تھے۔اور اللہ نے وہیں ان پر وحی نازل کی تھی۔اور ان کا یہ کہنا کہ نور کوہ فاران سے ہم پر آشکار ہوا، تو فاران مکہ کے نزدیک ایک پہاڑی کا نام ہے...''

پھر فرمایا....''کیا حبقوق نبی کے فرمان کو مانتے ہو۔جن کے بارے میں تمہاری کتاب میں ذکر ہوا ہے۔اس نبی نے کہا۔خداوند نے جبل فاران سے ایک بیان لایا اور سارے آسمان، احمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی امت کی ستائش سے پر ہوئے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ بیت المقدس کی خرابی کے بعد ہمارے لیے ایک جدید کتاب لائے گا کہ کتاب جدید سے مراد قرآن مجید ہے۔''

راس الجالوت....''جی ہاں۔یہ تو حبقوق نبی کا کلام ہے اور اس سے انکار نہیں کرتے.....''

امامؑ ....اسی طرح، کیا تم حضرت داؤدؑ کے قول کو مانتے ہو جو زبور میں فرماتے ہیں۔پروردگار! اس ہستی کو بھیج دے جو سلسلہ وحی کے قطع ہونے کے بعد سنت الٰہی کو قائم کرے گا....تو کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ آپ کسی اور کو جانتے ہیں جس نے سلسلہ وحی کے منقطع ہونے کے بعد سنت الٰہی کو

برپا کیا.....''؟

راس الجالوت....''بیشک یہ داؤد پیغمبر کا فرمان ہے اور اس کے منکر نہیں ہیں۔لیکن اس کلام سے ان کا مقصود حضرت عیسیٰؑ ہیں کہ جن کا زمانہ ایام فترت میں تھا۔

''امامؑ ....''کیا تم نہیں جانتے۔کہ عیسیٰؑ نے سنت جدید برپا نہیں کی۔ بلکہ وہ تو سنت تورات کے موافق تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو عالم آسمان میں لے گیا اور انجیل میں بیان ہوا ہے۔ابن البراۃ (عیسیٰ) جانے والا ہے اور ان کے بعد فارقلیط (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آنے والے ہیں۔وہ ہر موڑ پر تفسیر کرتے ہوئے تمہارے لیے ہر چیز کو واضح اور آسان کردیں گے۔اور وہ میری پیغمبری کی گواہی اس طرح دیں گے جس طرح میں ان کی نبوت کی گواہی دے رہا ہوں۔میں تمہارے لیے بہت سی مثالیں لا چکا ہوں اور وہ تمہارے لیے تاویلات لائیں گے۔تو کیا تم اس مطلب کو قبول کرتے ہو جو انجیل میں لکھا گیا ہے......''؟

راس الجالوت جو ہر طرف سے پھنس چکا تھا مجبور ہو کر کہنے لگا۔

''جی ہاں۔ہم اس کے منکر نہیں ہیں.....''

امامؑ ...کیا تمہارے پاس نبوتِ موسیٰؑ کو ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل بھی ہے....؟''

Presented by Ziaraat.Com

راس الجالوت .... ''میری دلیل یہ ہے کہ موسیٰؑ کچھ ایسے معجزات لے کے
آئے ہیں جو ان پہلے سے کوئی نبی نہیں لائے.....''

امامؑ ....مثلاً کون سا معجزہ.....''؟

راس الجالوت...''مثلاً یہ کہ دریا کو شگافتہ کرنا، عصا کو اژدھا بنانا۔ لاٹھی مار
کر پانی کو جاری کرنا اور لوگوں کو ید بیضا (چمکتا ہوا ہاتھ) دکھانا وغیرہ....''

امامؑ ....''یہ معجزے ان کی نبوت کی دلیل کے لیے صحیح ہیں۔ اس بات کے
مطابق ہر کوئی جو دعائے پیغمبری کرے اور کچھ معجزات دکھائے اس کو قبول کرنا
چاہئے...''

راس الجالوت....''نہیں۔ ہم مجبور تو نہیں ہیں کہ جو کوئی کچھ بھی کہے اسے
قبول کریں۔ یہ تو صرف حضرت موسیٰؑ کا شرف تھا کہ اپنے پروردگار سے اس
قدر قربت رکھتے تھے.....''

امامؑ ....''تو پھر آپ کیونکر موسیٰؑ سے پہلے کے پیغمبروں کو قبول اور ان کی
پیغمبری کا اقرار کرتے ہیں۔ جبکہ انھوں نے نہ کسی دریا کو شگافتہ کیا نہ ید بیضا دکھایا
اور نہ عصا کو اژدھا بنایا....''؟

راس الجالوت اپنی باتوں کے بے بنیاد ہونے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔
''میرا مقصد یہ ہے کہ جب پیغمبر اپنی ادعا کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسا
معجزہ لائے جو دوسرے نہ لاسکیں تو انھیں قبول کرنا چاہئے اگر چہ ان کے معجزات

حضرت موسیٰؑ کے معجزوں کے علاوہ ہوں....''

''امامؑ ...''تو کیوں حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کو قبول نہیں کرتے ہو جبکہ وہ
بھی معجزات کے حامل تھے۔ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ اندھوں کو بینائی عطا
کرتے تھے اور گارے سے مرغی کی شکل بناتے تو اذن الٰہی سے اسے فضا میں اڑا
دیتے تھے.....''

راس الجالوت....''کہتے ہیں کہ وہ ایسے کام کرتے تھے لیکن ہم نے دیکھا
تو نہیں ہے......''

امامؑ ....''آپ نے کیا حضرت موسیٰؑ کے معجزوں کو دیکھا ہے؟ کیا ایسا
نہیں کہ آپ ان معجزات کو معتبر اور باوثوق راویوں سے سن چکے ہیں....''؟

راس الجالوت....''جی ہاں ایسا ہی ہے.....''

امامؑ ..''اگر راویوں اور احادیث کے ذریعے نبوت موسیٰؑ کا اقرار کرتے
ہو تو عیسیٰؑ کی نبوت کے بارے میں بھی ایسی روایتیں اور احادیث پائی جاتی ہیں
تو پھر ان کو قبول کیوں نہیں کرتے.....''؟

راس الجالوت اس بات کا کوئی جواب نہ دے سکا اس لیے خاموش رہا۔

امامؑ ...''اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت بھی کہ آپ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بچپن میں یتیم ہوئے، کسی کے پاس پڑھے لکھے نہیں۔ لیکن
اس کے باوجود ایک ایسا قرآن لے آئے کہ جس میں گزشتہ پیغمبروں کے حالات

Presented by Ziaraat.Com

بھی مذکور ہیں بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کے ان کاموں کے بارے میں بھی فرماتے تھے جو وہ اپنے گھروں میں کیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سے معجزات آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے رونما ہیں....''

راس الجالوت ....''عیسیٰ ؑ اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موضوع نبوت ہمارے لیے ثابت نہیں ہوا ہے لہذا ان کی نبوت کا اقرار کر کے ان پر ایمان نہیں لا سکتے.....''

امام ؑ ....''تو اس صورت میں دوسرے پیغمبروں کہ جن میں موسیٰ ؑ بھی شامل ہیں نے حضرت عیسیٰ ؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی خوشخبری سنائی ہے سب جھوٹ ہوں گی.....''؟

راس الجالوت پریشان ہوا اور سر نیچے کرلیا۔یوں تیسری دفعہ اس کی شکست سب پر ثابت ہوگئی۔کیونکہ اگر یہ کہتا کہ دوسرے انبیاء نے جھوٹ بولا ہے تو کفر کا مرتکب ہوتا۔

امام رضا ؑ نے جاثلیق اور راس الجالوت کو شکست دینے کے بعد دوسروں کو بھی مختصر گفتگو میں لاجواب کردیا۔جن میں سے ایک ستارہ پرستوں کا رئیس عمران صائبی تھا۔جس نے چند مناظروں میں شکست کھانے کے بعد اسلام قبول کرلیا۔ اس کے علاوہ سلیمان مروزی جو زمانے کے ممتاز متکلمین میں سے تھا کو بھی آپ ؑ نے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔

مامون جو ان مناظروں کا اصل محرک تھا،امام ؑ کے گہربار فرمودات سے بہرمند ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ؑ کی قدرتِ نطق اور حاضر جوابی پر تعجب میں ڈوب گیا۔جب امام ؑ تمام حریفوں پر غالب آگئے اور سبھی نے آپ ؑ کے علمی مقام و برتری کی گواہی دی تو وہ اپنے اندر احساس حقارت کرنے لگا اور دوسروں کی نگاہوں میں پائی جانے والی امام ؑ کی عظمت و مرتبت سے وحشت زدہ ہو کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

خراسان وعراق کے علما کے ساتھ مناظرہ

شیخ صدوق نے ریان بن صلت سے نقل کیا ہے کہ مامون کی طرف سے ایک مناظرے کی مجلس منعقد کی گئی۔جس میں امام رضا ؑ اور مامون کے علاوہ چند علماء شریک ہوئے ان علماء کا تعلق خراسان اور عراق سے تھا۔مامون نے علماء سے پوچھا۔کہ اس آیت

ترجمہ.....پھر ہم نے ان لوگوں کو وارثِ کتاب بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا تھا۔

میں برگزیدہ سے مراد کون لوگ ہیں۔

علماء نے کہا۔''ان سے مراد ہر ملت کے برگزیدہ بندے ہیں....''

Presented by Ziaraat.Com

امامون نے امام رضاؑ کی طرف دیکھا اور مخاطب ہوا۔

"یا ابا الحسن آپ کیا فرماتے ہیں......؟"

امام ؑ نے فرمایا۔ میں ان کے عقیدے کو نہیں مانتا۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں سے مراد اہل بیتؑ ہیں......"

مامون۔"کس دلیل سے اہل بیتؑ مراد ہیں.....؟"

امامؑ۔"اگر ان سے مراد ہر امت کے برگزیدہ افراد ہوں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام امتیں بہشت میں داخل ہوں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے.....ترجمہ......اور ان میں سے بعض اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں اور بعض نیک کاموں کی طرف پہل کرنے والے ہیں کہ جس کے نتیجے میں بہشت میں داخل ہوں گے....

لہذا یہ وراثت صرف اہل بیتؑ سے مختص ہے نہ کہ اوروں کے لیے۔

مامون۔"عترت طاہرہ کون ہیں....؟"

امامؑ۔"وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا ☆

بیشک اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ آپ اہل بیتؑ سے ہر قسم کی ناپاکی دور رکھے اور آپ لوگوں کو پاکیزہ بنائے۔

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل بیتؑ ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اپنی وصیت میں فرمایا......

بیشک میں تمہارے درمیان دو سنگین چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری عترت....."

علماء نے پوچھا۔"یا ابا الحسن۔ کیا عترت سے مراد آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں یا غیر آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم.....؟"

امامؑ۔"آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مراد ہے...."

علماء۔"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ میری امت میری آل ہے اور یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ لہذا اس خبر "معروف" جو نا قابل انکار ہے کہ مطابق آل پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت ہے....."

امامؑ۔"ذرا بتاؤ تو صحیح کہ صدقہ آل نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر حلال ہے یا حرام....؟"

علماء۔"حرام ہے....."

امامؑ۔ "اور صدقہ امت پر حلال ہے یا حرام.....؟"

علماء۔"حلال ہے"

امامؑ۔"یہی فرق ہے امت اور آل میں۔ کیا وجہ ہے کہ تم لوگ قرآن سے

Presented by Ziaraat.Com

پہلو تہی کرتے ہو یا یہ کہ تم تجاوز کرنے والے ہو۔ کیا تمہیں اتنا بھی علم نہیں کہ روایت کا ظاہر ہی (اللہ کے) برگزیدہ اور ہدایت یافتہ افراد پر دلالت کرتا ہے اور دوسرے تو اس سے بے بہرہ ہیں......"

علماء۔ "یا ابا الحسن کہاں سے یہ مطلب ثابت ہے....؟"

امامؑ۔ "اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی ذریت میں نبوت اور کتاب کو قرار دیا کہ ان میں سے بعض ہدایت پانے والے اور بعض فاسق ہیں....

پس ثابت ہوا کہ وراثت و نبوت ہدایت یافتہ افراد کے لیے ہے نا کہ فاسقوں کے لیے۔ چنانچہ جب حضرت نوحؑ نے اللہ سے درخواست کی کہ میرے بیٹے کو نجات عطا کر تو ارشاد ہوا کہ

وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ برے عمل کا مالک ہے

مامون۔ "کیا عترت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دوسرے لوگوں پر کوئی فضلیت دی گئی ہے۔

امامؑ۔ "اللہ نے اہل بیتؑ کی فضلیت کو اپنی کتاب میں یوں بیان فرمایا ہے

بیشک اللہ نے آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین میں برگزیدہ کیا

ہے اور وہ ایک دوسرے کی ذریت ہیں

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے

یہ کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا کی گئی فضلیت پر حسد کرتے ہیں یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ایک عظیم سلطنت بھی انھیں عطا کی۔

پھر اللہ مومنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے

اے ایمان والو تم اللہ اور اس کے رسول اور تم میں جو صاحبِ امر ہیں کی اطاعت کرو

تو یہاں صاحب امر سے مراد وہی ہیں جنھیں کتاب و حکمت وراثت میں ملی ہے۔ اور انھی دو چیزوں کی وجہ سے دوسروں کو حسد ہوا ہے۔

علماء۔ "کیا اللہ نے لفظ "اصطفیٰ" کی قرآن میں تفسیر کی ہے...؟"

امامؑ۔ "اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کے باطنی معنی کے علاوہ ۱۲ مقامات پر لفظ اصطفیٰ کی ظاہری تفسیر بھی کی ہے جو یہ ہیں

۱....آیہ انذار.....(شعراءِ، ۲۴۴)

۲....آیہ تطہیر....(احزاب، ۳۳)

۳....آیہ مباہلہ......(آل عمران، ۶۰)

۴....آیہ سدابواب مسجد....(یونس، ۸۷)

۵....آیہ وآتِ ذالقربی حقہ....(اسراءِ، ۲۸)

Presented by Ziaraat.Com

٦....آیہ ، قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة القربی .... (شوری،۲۳)

٧....آیہ،ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی ....(احزاب ۵٦،)

٨....آیہ، واعلمو انما غنمتم من شیء فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربی....(انفال،۴۳)

٩۔آیہ ، فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ....(انبیاء، ٧)

١٠۔آیہ، حرمت علیکم امهاتکم وبناتکم....(نسا،۲۲)

١١۔آیہ،وقال رجل مومن من آل فرعون.....(مومن،۲۸)

١٢۔آیہ ، وامر اهلک بالصلواة ....(طہٰ،۱۳۲)

امامؑ نے ان تمام آیتوں کی تشریح بیان فرمائی ۔ان تشریحات کو لکھنے کے لیے ایک مکمل کتاب کی ضرورت ہے۔ہم یہاں مختصراً چند آیت کی تشریح نقل کر رہے ہیں

امام نے فرمایا۔"جب رسول برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر آیت وآتِ ذی القربٰی حقه.....اور قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو، نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کو فرمایا۔

یہ باغ فدک ہے جو جنگ میں غلبہ پا کر حاصل نہیں ہوا۔بلکہ یہ میری ذاتی ملکیت ہے اور اس سے مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں ہے لہذا یہ میں آپ کو دے رہا ہوں ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر فرمایا ہے کہ میں آپ اور آپ کے بچوں کو دے دوں۔

لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرابت داروں کو خاص فضیلت حاصل تھی کہ اللہ نے انھیں دوسروں پر ترجیح دی اور انتخاب فرمایا۔

اور یہ آیت کہ

اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کہہ دیجئے کہ میں تم سے سوائے قرابتداروں سے محبت کے کوئی اور اجر نہیں مانگتا۔

بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ایک خاص شرف ہے جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دوسرے انبیاء پر حاصل ہے۔نیز یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل کے لیے بھی تمغہ فضیلت ہے۔کیونکہ انبیائے ماسلف اس شرف سے بہرہ مند نہ تھے۔چنانچہ نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا۔

یاقوم لا اسئلکم علیه ما لا ان اجری الا علی اللہ

لوگو! میں تبلیغ رسالت کے سلسلے میں تم سے دولت نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے

اسی طرح حضرت ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلاتعقلون☆

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو وہ عطا کرے گا جس نے مجھے خلق فرمایا ہے۔کیا تم بوجھتے نہیں ہو...

امام ؑ نے فرمایا۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں تم پر ایک کام کو واجب کر دیا ہے۔تو کیا تم اس کو انجام دو گے ....؟"

ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دوبارہ فرمایا۔لوگو! یہ کام سونے اور چاندی سے متعلق نہیں ہے کہ جس کی ادائیگی تم پر شاق ہو۔پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی تو لوگوں نے جواب دیا۔

جی ہاں۔ہم قرابتداروں سے محبت کریں گے۔

لیکن بعد میں اکثر نے اس واجبی فریضے پر عمل نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے فرمایا کہ اپنی قوم سے اجر رسالت نہ مانگیں کیونکہ پیغمبروں کا اجر صرف اللہ کے پاس ہے۔لیکن صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ اجر رسالت کے عنوان سے اپنے قرابت داروں کی محبت کو امت پر واجب قرار دیں اور یہ مئودت اور محبت صرف ائمہ اطہار اور اہل بیت

اطہار سے مخصوص ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واعلمو انما غنمتم من شیء فان اللہ خمسہ و للرسول و لذی القربی

اس آیت میں اللہ نے اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حصے کو ذوی القربی کے حصے کا قرین قرار دیا ہے جو کہ امت اور اہل بیت ؑ کے درمیان پائے جانے والے فرق کو واضح کر دیتا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک ارفع مقام پر قرار دیا ہے اور باقی سبھی لوگوں کو ان سے پرے مرتبے میں قرار دیا ہے۔اور جو کچھ اپنے لیے پسند کیا ہے آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے بھی پسند فرمایا ہے۔یوں انھیں دوسروں سے برگزیدہ قرار دیا ہے۔

پروردگار نے پہلے اپنا نام لیا ہے پھر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اور اس کے بعد ذوی القربی کا ذکر کیا ہے۔اور مال غنیمت اور جنگی اموال وغیرہ میں سے جو کچھ اپنے لیے ذکر کیا ہے ان کے لیے بھی قرار دیا ہے۔اور اس ذات کا فرمان حق پر مبنی ہوتا ہے۔

(یہ بات جان لینی چاہئے کہ جو بھی مال غنیمت وغیرہ پاؤ گے ان میں سے پانچواں حصہ اللہ، رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اور ذوی القربی کے لیے ہوگا) اور اللہ کا یہ قول ان کے لیے کتاب ناطق میں قیامت تک رہنے والا ایک شدید اور

Presented by Ziaraat.Com

دائمی حکم ہے۔ایک ایسی کتاب میں پایا جانے والا حکم جس میں کہیں سے باطل راہ نہیں پا سکتا۔

آیت کے آخر میں جو یتیموں اور مساکین کو مقید کیا ہے یعنی ان کا حصہ دائمی اور ہمیشہ کے لیے نہیں ہے کیونکہ یتیم جب سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے مال غنیمت کے مصرف سے خارج ہو جاتا ہے۔اسی طرح مسکین اور فقیر بھی جب تنگدستی سے دور ہو جاتے ہیں تو وہ بھی مال غنیمت کے حقدار نہیں رہتے۔لیکن ذوی القربی کا حصہ تو وہ قیامت تک ان کے لیے ہے چاہے وہ تو انگرو بے نیاز ہوں یا محتاج ونادار۔کیونکہ اس کے باوجود کہ کوئی بھی اللہ اور اس کے نبی سے زیادہ غنی نہیں ہوسکتا۔اللہ نے اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ایک خاص حصہ معین کیا ہے اور جو کچھ اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے پسند فرمایا ہے ذوی القربی کے لیے بھی پسند فرمایا ہے۔اسی طرح مال غنیمت میں سے بھی جتنا اپنے لیے پسند فرمایا ہے ان کے لیے بھی پسند فرمایا ہے۔چنانچہ آیت میں واضح ہے کہ پہلے خود سے شروع کیا پھر اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اس کے بعد ذوی القربی کا تذکرہ کر کے ان کے حصے کو اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حصے کا قرین بنایا۔

اسی طرح آیت اطاعت میں بھی ذکر کیا ہے۔ارشاد ربانی ہے

یا ایھا الذین آمنو اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی

الامر منکم

اے ایمان والو۔اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور جو صاحب امر ہے

اس آیت میں بھی پہلے اپنا تذکرہ کیا ہے پھر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اور اس کے بعد ان کے اہل بیت کا۔

اسی طرح آیت ولایت میں فرمایا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ و الذین آمنو

تمہارے ولی وسرپرست صرف اللہ، اس کا رسول اور وہ ہیں جو ایمان لائے

میں بھی اہل بیتؑ کی اطاعت کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت قرین قرار دیا ہے۔جس طرح مال غنیمت وغیرہ میں ان کے حصے کو اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حصے کو قرین بنایا ہے۔

سبحان اللہ کس قدر اس خاندان پر اللہ کی نعمتیں عظیم ہیں۔

لیکن چونکہ صدقہ کا ذکر ہوا تو رب کائنات نے اپنے ذکر کو اس سے بری قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

انما الصدقات للفقر آو لمساکین و العاملین علیھا والمئو لفۃِ قلوبھم و فی الرقاب و الغارمین وفی سبیل اللہ

Presented by Ziaraat.Com

وابنِ السبیل فریضۃ من اللہ☆

صدقات صرف فقیروں، مسکینوں اوران کو اکٹھا کرنے والوں اوردوسروں کو(اسلام کی طرف) رغبت والفت دلانے والوں کے لیے ہیں۔نیز غلاموں (کی آزادی) راہ خدا(میں خرچ کرنے) اورمسافروں کے لیے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے...تو کیا اللہ اس میں اپنے یا اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اورذوی القربی کے لیے کوئی حصہ مقرر کرسکتا ہے؟

رب کائنات نے خودکواوراپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اوراس کے اہل بیتؑ کو نہ صرف صدقے سے مبرا رکھتے ہوئے اس میں کوئی حصہ مقرر نہیں کیا بلکہ اسے حرام قرار دیا ہے۔بنابرایں صدقہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم وآل محمدؐ پرحرام قرار دیا ہے۔کیونکہ یہ ہستیاں ہر قسم کے میل کچیل اورناپاکیوں سے دور ہیں۔ چونکہ اللہ تعالٰی نے انھیں پاک وپاکیزہ اوربرگزیدہ بنایا ہے۔اوران کے لیے ہر اس چیز کو پسند کیا ہے جو خود کو پسند کیا اور ہر اس چیز کو ناپسند کیا ہے جو اپنے لیے ناپسند کیا ہے۔

لفظ ''اصطفی'' کی تفسیر کے سلسلے میں ایک اورآیت ،آیت تحریم ہے اللہ فرماتا ہے۔

حرمت علیکم امھا تکم وبنا تکم واخو اتکم .....

تم پرتمہاری مائیں، بیٹیاں اوربہنیں حرام قراردی گئی ہیں....

امامؑ نے فرمایا۔اگررسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہوتے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میری بیٹی یا نواسی یا میری نسل میں آنے والے ہر بیٹی سے شادی کرسکتے تھے....''؟

علماء نے جواب دیا۔''نہیں.....''

امامؑ نے فرمایا۔''اورتم میں سے کسی کی بیٹی لے سکتے تھے....''؟

علماء۔''جی ہاں....''

امامؑ۔''یہی موضوع اس بات کی دلیل ہے کہ ہم ان کی آل ہیں اورآپ ان کی آل میں سے نہیں ہیں۔اگر آپ بھی ان کی اولاد ہوتے تو آپ کی بیٹیاں بھی ان پرحرام ہوتیں جس طرح میری بیٹیاں ان پرحرام ہیں۔مقصد یہ کہ ہم ان کی آل ہیں اورآپ ان کی امت ہیں اوران دونوں میں واضح فرق پایا جاتا ہے کہ آل ان کی نسل میں سے ہے اورامت ان کی نسل اوراولاد میں سے نہیں ہوتی۔

محفل مناظرہ ختم ہونے کے بعد مامون اورعلماء نے کہا۔

''اے ابوالحسنؑ! اللہ آپ اہل بیتؑ کو جزائے خیر عطا کرے کہ جب بھی کوئی چیز ہم پرمشتبہ ہوتی ہے تو آپ لوگوں کے سوا کوئی اوراس کی وضاحت نہیں کرسکتا....''

☆☆☆☆☆☆☆☆

Presented by Ziaraat.Com

طبِ امام علی رضا علیہ السلام

قارئین! آج سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے۔ ہر شعبہ ہائے زندگی میں حیران کن ترقی دیکھنے میں مل رہی ہے۔ اور علم کی یہ ترقی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؐ کی مرہون منت ہے۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔۔۔۔"

آل محمدؑ وہ ہستیاں ہیں جو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کی وارث ہیں۔ یہی وہ ہستیاں ہیں کہ جہاں سے علم کے سمندر جاری ہوتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمد وہ ہستیاں ہیں کہ جنہوں نے آج سے صدیوں پہلے وہ اہم انکشافات کیے جنھیں آج کے دانشور اور سائنس دان ترقی کے مدارج پر پہنچ جانے کے باوجود بھی معلوم نہیں کر سکے۔

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؐ کا یہی علم ان کی عظمت وحقانیت کو ثابت کرتا ہے۔ ان پاک و پاکیزہ ہستیوں نے اصولِ طب اور دواؤں کے افعال و خواص کے متعلق جن امور کا اظہار فرمایا ہے وہ انسان کے لیے بیش بہا ذخیرہ ہے۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہم نے ان ہادیان برحق کے اقوال وارشادات پر وقتی توجہ تو دی لیکن اس پر کبھی تحقیق کرنے کی کوشش نہیں کی۔

آج کے جدید دور کے مفکرین نے آج کے مشینی دور میں جو رموز معلوم و تسلیم کیے ہیں۔ ان کی نشان دہی اسلام کے حقیقی رہبران محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمد نے صدیوں پہلے فرما دی تھی۔

ہم چونکہ ہادی برحق حضرت امام علی رضاؑ پر گفتگو کر رہے ہیں تو ہم طب کے متعلق ان کے فرامین کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

طب پر حضرت امام علی رضاؑ نے باقاعدہ ایک تحریر لکھی اور جب یہ تحریر مامون کے پاس پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا۔

ابوالحسن المحمد القمی کا بیان ہے کہ جس وقت مولا رضاؑ کی تحریر خلیفہ مامون کو پہنچی تو وہ اسے پڑھ کر بے حد خوش ہوا اور اس نے حکم دیا کہ یہ رسالہ "آب زر" سے لکھا جائے اور اس کا نام رسالہ مذہبہ رکھا جائے۔

امامؑ نے تحریر فرمایا۔

"اللہ اپنے بندے کو کسی مرض میں مبتلا نہیں کرتا جب تک کہ اس کے لیے دوا مقرر نہ کر دے۔ جس سے کہ اس کا علاج ہو سکے۔ اس بات سے آگاہ ہونا ضروری ہے کہ انسانی جسم کی مثال سلطنت کی سی ہے۔ پس اس ملک جسد کا بادشاہ لو (روح) قلب ہے اور اس کے عامل اعصاب اور دماغ، دارالسلطنت دل ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور جاگیر اس کی کل جسم اور مددگار دونوں ہاتھ دونوں پاؤں ،دونوں ہونٹ ،دونوں آنکھیں ،زبان اور دونوں کان ،...معدہ اور پیٹ اس کا خزانہ ہے اور سینہ اس کا حجاب ۔ہاتھ ایسے مددگار ہیں کہ بادشاہ کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔جس کا وہ حکم دیتا ہے پاس لے آتے ہیں ۔اور جس کی نسبت حکم دیتا ہے دور کر دیتے ہیں۔ پاؤں ، بادشاہ کو وہاں لے جاتے ہیں جہاں وہ چاہتا ہے۔ آنکھیں بادشاہ کو وہ دکھاتی ہیں جو اس سے پوشیدہ ہیں کیونکہ بادشاہ خود پس پردہ ہے ۔اس تک کوئی خبر پہنچ ہی نہیں سکتی مگر آنکھوں کے ذریعے سے۔ جو چراغ کا کام دیتی ہیں ۔ دو مددگار اور پاسبان قلعہ جسد دونوں کان ہیں جو بادشاہ تک ایسی چیزیں پہنچا سکتے ہیں جو بادشاہ کے مزاج کے موافق ہوں یا بادشاہ ان کو حکم دے۔ پس بادشاہ جب ان کے ذریعے کچھ سننا چاہتا ہے تو وہ ایک ڈھول بجا دیتے ہیں جو ان میں موجود ہے جس کے ذریعے سے بادشاہ جو کچھ چاہتا ہے سن لیتا ہے۔ اور جو مناسب سمجھتا ہے جواب دے دیتا ہے ۔بادشاہ کے ارادے ظاہر کرنے کا آلا زبان ہے ۔جس کی حرکت کئی آلات پر موقوف ہے ۔ہونٹوں میں جو قوت ہے اس کا وجود زبان کی موجودگی پر موقوف ہے ۔اسی طرح ایک کا وجود دوسرے کے لیے ضروری ہے۔

اس بادشاہ ملک جسم کے لیے ثواب بھی مقرر کیا گیا اور عذاب بھی ۔ مگر اس کا عذاب دنیا کے ظاہری بادشاہ کے عذاب سے زیادہ سخت ہے اور اس کا ثواب

ان کے ثواب سے اعلیٰ ہے ۔اس کے عذاب کا نام رنج ہے اور ثواب کا نام خوشی ہے ۔رنج کی اصل تلی میں ہے اور خوشی کی گردوں میں اور معدے کی جھلی میں ۔ان دونوں مقامات سے دو رگیں چہرے تک آتی ہیں ۔اسی وجہ سے خوشی اور رنج کے تاثرات چہرے پر نمایاں ہو جاتے ہیں ۔اس قسم کی رگیں سب کی سب بادشاہ اور اس کے عاملوں کے درمیان راستے ہیں ۔اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب آدمی کوئی دوا پیتا ہے رگیں بادشاہ کے حکم سے اس دوا کے اثر کو بیماری کے مقام تک پہنچا دیتی ہیں۔

انسانی جسم عمدہ زمین کی مانند ہے جس کا مقررہ معمول یہ ہے کہ اگر باقاعدہ تردد کیا جائے اور ٹھیک اندازے سے اس میں آبپاشی کی جائے یعنی نہ تو اتنا زیادہ پانی ہو کہ اس کو ڈبو دے اور نہ اتنا کہ خشک رہے ۔تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کھیتی استقرار پکڑتی ہے ۔زراعت عمدہ ہوتی ہے ۔ ۔اگر غفلت برتی جائے تو ایسی خراب ہو جاتی ہے کہ ایک تنکا تک اس میں نہیں اگتا ۔ یہی حالت جسم کی سمجھنی چاہئے اگر کھانے پینے کی تدبیروں سے اس کی اصلاح کرتے رہیں تو صحیح رہتا ہے اور اس کی صحت سے عافیت رہتی ہے ۔تو بس جو چیزیں بادشاہ کے معدے کے لیے موافق ہیں ان سب کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ وہ جسمانی قوت برقرار رکھنے والی ہیں ۔جو چیزیں بادشاہ کے جسم اور طبیعت (مزاج) کے موافق ہوں انھی کو غذا میں اختیار کیا جائے اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو شخص اندازے سے زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

کھانا کھالیتا ہے اس سے اسے فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ نقصان ہوتا ہے۔یہی حالت پانی کی ہے

نفوس کی قوت مزاج کے تابع ہے اور مزاج ہوا کے تابع ہے۔جیسے ہوا مختلف اوقات میں بدلتی رہتی ہے ایسے ہی مزاج بھی بدلتے رہتے ہیں۔کبھی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اور کبھی گرم ویسا ہی بدن میں بھی اثر ہوتا ہے۔اور جن مقامات پر ہوا مسلسل گرم یا سرد ہوتی ہے وہاں ویسا ہی اثر مزاجوں کے دیگر تصرفات تغیرات، حرکات طبعی سے درست ہوتے رہتے ہیں۔حرکات طبعی یہ ہیں۔ہضم، جماع، چلنا پھرنا، سونا اور آرام وغیرہ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنیاد جسم کی چار طبیعتوں (مزاجوں) پر قرار دی ہے۔سودا، صفرا، خون اور بلغم۔

جو کیفیتیں انسان کی مختلف اوقات میں ہوتی ہیں وہ چار ہیں۔پہلی وہ حالت ہے جو پندرھویں سال سے پچیسویں سال تک رہتی ہے یہ زمانہ انسان کے شباب، حسن اور خوبیوں کا ہے۔جسم میں خون کا غلبہ ہوتا ہے۔دوسری وہ حالت ہے جو پچیس سے شروع ہو کر پینتیس سال تک رہتی ہے۔اس میں بالعموم خلط صفرا غالب ہوتی ہے جسمانی قوت کی انتہا کا یہی زمانہ ہوتا ہے۔کیونکہ پھر کبھی ایسی قوت نہیں آتی۔پینتیس سال سے تیسری حالت شروع ہوتی ہے یہ ساٹھ سال تک رہتی ہے۔اس زمانے میں خلط سودا غالب ہوتی ہے۔حکمت، معرفت، درایت، انتظام امور، انجام بینی، صحت رائے ثابت قدمی کا یہی زمانہ ہے۔جس

کے بعد چوتھی حالت شروع ہوتی ہے۔اس میں بلغم کا غلبہ ہوتا ہے۔وہ حالت جس میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔یہی ہے بڑھاپا۔زندگی وبال معلوم ہونا، تمام قوتوں کا گھٹتے جانا۔جسم میں طرح طرح کی خرابیوں کا پیدا ہونا شروع ہو جانا۔ اور انتہا اس کی یہ ہوتی ہے کہ ہر شئے کے متعلق ایسی بھول پیدا ہوتی ہے کہ گویا اس سے کبھی واقف ہی نہ تھا۔یہاں تک کہ جاگنے کے وقت سونے اور سونے کے وقت جاگنے لگتا ہے، چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔بال اور ناخن کم ہونے لگتے ہیں اور جسم گھٹتا چلا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اسے مثانے کی تکلیف کبھی نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پیشاب نہ روکے چاہے سواری پر ہی سوار کیوں نہ ہو۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے معدے میں تکلیف نہ ہو تو وہ کھانے کے درمیان میں پانی نہ پیے۔کیونکہ کھانے کے درمیان میں جو پانی پیے گا اس کے جسم میں رطوبت بڑھ جائے گی اور معدہ ضعیف ہو جائے گا۔اور رگوں میں کھانے کی پوری پوری قوت نہ پہنچ سکے گی۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کھانا درمیان میں پانی پینے کی وجہ سے لئی سا ہو جاتا ہے۔

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اسے پتھری نہ ہو تو وہ کبھی پیشاب نہ روکے۔

جو شخص بواسیر سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ ہر شب سات برنی خرمے گائے کے گھی کے ساتھ کھا لیا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

جو شخص چاہے کہ اس کا حافظہ بڑھ جائے اسے چاہئے کہ روزانہ صبح نہار منہ تین تولہ مویز منقی کھالیا کرے۔

اور جس شخص کی یہ تمنا ہو کہ اس کی عقل بڑھ جائے تو وہ روزانہ تین ہڑ بین مربے جو کہ شکر میں پڑا ہوا ہو کھالیا۔ کرے۔

اگر صفرا سے بچنا چاہے اور یہ چاہے کہ اس کے ناخن نہ پھٹیں اور بدصورت نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ سوائے جمعرات کے کسی اور دن ناخن نہ کاٹے۔

نسیان سے بچنے کے لیے روزانہ مربہ ادرک کے تین ٹکڑے جو کہ شہد میں پڑے ہوں کھایا کرے۔

اگر رات کو سوتے وقت کان میں روئی رکھ لی جائے تو کان کا درد نہیں ہوتا۔

جو شخص نرگس کے پھولوں کو سونگھتا ہے اور تین چمچ شہد کے روزانہ پیتا ہوں اسے سردیوں میں زکام نہیں ہوتا اور یہی خاصیت کالے دانے کی بھی ہے۔

جو شخص گرمی کے موسم میں زکام سے بچنا چاہتا ہے۔ وہ روزانہ ککڑی یا کھیرا کھائے اور دھوپ میں نہ بیٹھے۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بدن ہلکا پھلکا رہے اور وہ موٹاپے کا شکار نہ ہو تو اسے چاہئے کہ رات کا کھانا کم کھائے۔

درد شقیقہ سے بچنے کے لیے تازہ مچھلی سارے موسموں میں استعمال

کرے۔ اگر کوئی میٹھی چیز کھائیں اور پھر سرکہ سے غرارے کریں تو اس سے کان نہیں بہیں گے۔

جو شخص یرقان سے بچنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ گرمی کے دنوں میں جب کسی مکان کا دروازہ کھلے تو وہ فوراً داخل نہ ہو اور سردی کے دنوں میں جب کسی بند مکان کا دروازہ کھلے تو فوراً باہر نہ نکلے۔

ہفتے میں ایک بار لہسن کھانے سے ریاحی دردوں سے بچا جا سکتا ہے۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے جسم سے بلغم کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ نہار منہ جوارش کمانی کھایا کرے۔

اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ معدے میں ایک ہی وقت میں انڈے اور مچھلیاں اکٹھے نہ ہونے پائیں۔

بکری کے گردے، کلیجی، پھیپھڑے اور اوجھڑی کھانے سے مثانے میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ جدید طبی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ گردے کے زیادہ استعمال سے پتھری پیدا ہوتی ہے۔

بھرے پیٹ غسل کرنے سے قولنج پیدا ہوتا ہے۔ مچھلی کھا کر ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے قولنج پیدا ہوتا ہے۔

کھانے کے آداب واوقات

موسم گرما میں ٹھنڈی چیزیں کھانی چاہیں اور معتدل موسم معتدل مگر

Presented by Ziaraat.Com

ضرورت سے زیادہ کبھی نہیں۔اور جب کھانا سامنے آئے تو شروع ان غذاؤں سے کرنا چاہئے جو زود ہضم ہوں۔یا تو دن رات میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔اتنا کھانا کھاؤ کہ اشتھا باقی رہے۔کھانے کے دوران پانی پینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔اگر پانی پینے کی سخت خواہش ہو تو کم سے کم پینا چاہئے۔بدن کی صحت اور اس کا قیام اور اس کی خرابیاں، سب کھانے پینے پر موقوف ہیں۔اگر کھانے پینے کی اصلاح ہو جائے گی تو بدن کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔اور اگر ان میں فساد ہوگا تو بدن میں بھی ضرور فساد ہوگا۔

سونے کے آداب

نیند دماغ کی حاکم ہے۔اور بدن کی قوت کا دارومدار اسی پر ہے۔پس جب سونے کا ارادہ ہو تو پہلے بائیں کروٹ لیٹے پھر دائیں بدل لے۔اور اسی طرح پہلو بدلتے رہنا چاہئے۔یہاں تک کہ جب صبح سو کر اٹھے تو داہنی کروٹ سے ہی اٹھے جس پر سوتے وقت لیٹا تھا۔جسطرح رات کو جلدی سونا چاہئے اسی طرح صبح جلدی اٹھنا چاہئے۔خاص کر جب رات دو گھنٹے باقی ہو تو اٹھ جانا چاہئے اور بیت الخلا جانا چاہئے اور اس میں زیادہ وقت نہیں لگانا چاہئے کہ زیادہ ٹھہرنے سے بواسیر ہو جاتی ہے۔

امام رضاؑ کا فرمان مبارک ہے۔ہر جسم کو وہی چیزیں دو جن کا اسے عادی کر دیا ہے۔یہ بھی فرمایا کہ جہاں تک برداشت کر سکو دوا سے بچو۔جس وقت

بھوک لگے کھانا کھاؤ۔پیاس لگو پانی پیو۔پیشاب کی حاجت ہو پیشاب کرو۔جب نیند آئے سو جاؤ۔جب تک ان ہدایات پر عمل کرتے رہو گے صحت قائم رہے گی۔فرمایا شہد میں ہر مرض کے لیے شفا ہے۔اور جو شخص ہر روز نہار منہ ایک انگلی بھر شہد کھا لیا کرے اس کا بلغم بھی رفع ہو جائے گا۔ذہن صاف ہو جائے ۔حافظہ تیز ہوگا۔کھانا ہضم ہونے لگے گا۔اور زخم معدہ میں جو فاسد خلطیں جمع ہوگئی ہوں ان کا دفیعہ ہو جائے گا۔

امام رضاؑ نے ایک شخص کو دیکھا جو آنکھوں کی بیماری میں مبتلا تھا۔آپؑ نے اس سے فرمایا۔

”کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جس کے کرنے سے کبھی آنکھیں نہ دکھیں.....“

اس نے عرض کی۔”ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرور بتائیے.....“

امامؑ نے فرمایا۔”ہر پنجشنبہ کو ناخن کتر لیا کریں.....“

اس شخص نے جب اس فرمان پر عمل کیا تو کبھی اس کی آنکھیں نہیں دکھیں۔

امامؑ نے فرمایا۔ ”جس شخص کی بینائی کمزور ہوگئی ہو اسے لازم ہے کہ سوتے وقت چار سلائیاں داہنی آنکھ میں اور تین سلائیاں بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا کرے۔“

امامؑ نے فرمایا۔”اپنے بیماروں کو چقندر کے پتے کھلاؤ کہ ان میں شفا ہی

Presented by Ziaraat.Com

شفا ہے۔نقصان وخرابی مطلق نہیں۔ان پتوں کو کھا کر بیمار چین سے سوتا ہے۔مگر چقندر کی جڑ سے سودا پیدا ہوتا ہے۔"

امامؑ نے فرمایا۔"ستو بہترین خوراک ہے۔یہ بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے اور پیٹ بھرے کا کھانا ہضم کر دیتا ہے۔"

ایک شخص نے امام رضاؑ کی خدمت میں حاضری دی اور اولاد کی کمی کی شکایت کی۔امامؑ نے فرمایا۔"استغفار پڑھا کر اور مرغی کا انڈا پیاز کے ساتھ کھایا کر۔"

امام رضاؑ سے منقول ہے کہ نہار منہ خربوزہ کھانے سے فالج پیدا ہوتا ہے ۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خربوزے کے ساتھ چھوہارے کھانا پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی شکر وقند کے ساتھ بھی کھالیا کرتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا انجیر منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔اور ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے۔ بال بڑھاتا ہے۔مختلف قسم کے دردوں کو دور کرتا ہے۔انجیر جنت کے میووں میں زیادہ مشابہ ہے۔انجیر کھانے کے بعد کسی دوسری دوا کی ضرورت نہیں رہتی۔

محترم قارئین! طب امام رضا علیہ السلام بھی ایک طویل موضوع ہے اور اس کے لیے بھی کئی کتابوں کی ضرورت ہے۔یہاں ہم نے اختصار کے ساتھ کام لیا ہے۔

اب ہم دوبارہ امام علی رضا علیہ السلام کی سیاسی زندگی کی طرف آتے ہیں۔

مامون نے آپؑ کو زبردستی اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔اس کا ایسا کرنا اہل بیتؑ سے کسی عقیدت یا محبت کی وجہ سے نہ تھا۔کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ شروع میں وہ مخلص تھا۔لیکن بعد میں وہ امامؑ سے حسد کا شکار ہوا۔لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ امامؑ کو ولی عہد مقرر کر کے اس نے ایک سیاسی چال چلی تھی۔اب ہم ان واقعات کا ذکر کرتے ہیں جو امامؑ کی ولی عہدی کے دوران پیش آئے۔یہ واقعات بھی بہت زیادہ ہیں اور ان کے لیے بھی کئی کتابیں چاہییں۔ہم یہاں کچھ واقعات کو مختصراً نقل کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز عید

ولی عہد قرار دیئے جانے کے بعد اہم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ امام رضاؑ عید الفطر کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔یہ واقعہ اتنا اہم ہے کہ مامون نے اس واقعہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔اور جس راز کو اس نے اپنے سینے میں دفن کیا ہوا تھا اسے آشکار کر بیٹھا۔اس واقعے کے دو عینی گواہ یاسر

Presented by Ziaraat.Com

خادم اورریان ابن صلت اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔جو کچھ یوں ہے۔

"عیدالفطر کا دن آن پہنچا۔مامون نے بیماری کے سبب یا کسی اور وجہ سے امام علی رضاؑ کو پیغام بھیجا کہ نماز عید کی امامت فرمائیں۔

امامؑ نے ولی عہدی قبول کرتے وقت یہ شرط عائد کی تھی کہ کسی بھی حکومتی کام میں مداخلت نہیں کریں گے۔اور چونکہ نماز حکومتی اہتمام کے ساتھ پڑھائی جاتی تھی لہٰذا امامؑ نے عید نماز پڑھانے سے انکار کردیا۔

مامون نے امامؑ کو یہ پیغام بھیجا کہ میں نے یہ تجویز آپؑ کے سامنے اس لئے رکھی ہے تا کہ آپ کی ولی عہدی کو مستحکم کردوں اور مطمئن ہوجاؤں کہ آپ نے ولی عہدی قبول کی ہے۔اس کے علاوہ میری یہ بھی خواہش ہے کہ لوگ آپ کی فضلیت اور برتری سے آگاہ ہوجائیں۔

لیکن آپ نے پھر بھی انکار کیا۔مامون کا اصرار بڑھا تو امامؑ نے اس شرط پر یہ تجویز مان لی کہ آپؑ یہ نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے مطابق پڑھائیں گے۔مامون نے یہ شرط مان لی۔اس نے حکم جاری کیا کہ کل صبح درباری اہلکار،فوجی سپاہی اور عوام سب امامؑ کے گھر کے سامنے جمع ہوجائیں اور جب امامؑ گھر سے نکلیں تو عیدگاہ تک ان کے ساتھ ساتھ چلیں۔

اگلی صبح لوگ امامؑ کے گھر کے پاس اور عیدگاہ کے راستے میں کھڑے ہوگئے اور کچھ لوگ تو امامؑ کو ان کی نبوی سیرت اور علوی ہیبت میں دیکھنے کی

غرض سے اپنے مکانوں کی چھتوں پر آ کھڑے ہوئے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کچھ اس انداز میں گھر سے نکلے کہ خوشبو میں معطر تھے۔کاندھوں پر عبا تھی۔سر پر عمامہ تھا، ہاتھ میں عصا تھا اور ننگے پاؤں ،بڑے وقار اور سکون کے ساتھ عیدگاہ کی طرف قدم بڑھا رہے تھے۔آپ کی تکبیر کے ساتھ ساتھ لوگوں کی تکبیروں کی صدائیں بھی گلیوں میں گونج رہی تھیں۔

حکومتی اہلکار جو گھوڑوں پر سوار تھے۔امامؑ کے احترام میں گھوڑوں سے نیچے اترے اور سبھی نے اپنے اپنے پاؤں سے جوتے اتار دیئے۔ایک طرف تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں تو دوسری طرف لوگوں کے اشک رواں تھے۔اس حالت نے مرو کے شہر میں ایک ایسا منظر قائم کردیا تھا کہ جس کی کوئی مثال سابق موجود نہ تھی۔

فضل بن سہل نے جب بدلتے ہوئے حالات کا مشاہدہ کیا تو مامون کے پاس آیا اور اسے ان حالات اور ممکنہ خدشات سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ اگر امام اسی انداز سے آگے بڑھتے رہے اور آپؑ نے عید کی نماز پڑھائی تو لوگوں میں ان کا اتنا گہرا اثر ورسوخ ہوجائے گا کہ خلیفہ کا مقام ان کی نظروں سے گر جائے گا اور وہ صرف علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے گرویدہ ہوجائیں گے۔

مامون نے فوراً حکم دیا کہ آپؑ کو واپس بلا لیا جائے۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

گھر کی طرف لوٹتے ہوئے امامؑ نے بڑے ہی دکھی انداز میں دعا پڑھی۔

اللھم اِن کان فرجی بالموت ِفعجِل لی ساعة

الٰہی !اگر میری اس حالت سے رہائی میری موت میں مضمر ہے تو اس میں تعجیل فرما۔

مامون کی سازشیوں کی ناکامی

شروع میں مامون اپنی سیاسی چالوں پر خوش تھا لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد امامؑ کے اس فرمان کے مطابق کہ.... ”خوش نہ ہو تمہاری یہ چال انجام کو نہ پہنچے گی....“

مامون کی ان سیاسی چالوں کا نتیجہ ایسا نکلا کہ جس کی اسے توقع نہ تھی اس نے خود کو اس جال میں پھنسا لیا۔ جو امام رضاؑ کو پھنسانے کے لیے بچھایا تھا۔

اس نے مناظرے کی مجالس منعقد کیں۔ مقصد یہ تھا کہ کہیں امامؑ کسی کے سوال پر لاجواب ہوں تو وہ شان اہلبیتؑ کو گھٹا سکے اور لوگوں کے دل سے اہل بیتؑ کی محبت کو ختم کر سکے۔ لیکن ہر مجلس میں امامؑ کی بات ہی فیصلہ کن ہوتی۔ اور علماء و دانشور آپؑ کی انتہائی عمیق اور حیران کن علم سے واقف ہو چکے

تھے۔ عوام ہر روز آپؑ کے معنوی اور اخلاقی مقامات کا مشاہدہ کرتے تھے۔ آپؑ کے عقیدت مندوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ عوام، علماء اور حکومتی عہدیدار جب امامؑ کے علم، معنویت، اخلاق اور فضائل کا مقابلہ مامون کی شخصیت سے کرتے تو انھیں امامؑ مامون سے ہر لحاظ سے افضل اور برتر دکھائی دیتے۔

مامون کے رویئے میں تبدیلی

مامون نے بغداد کا سفر اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ناراض عباسیوں کے لیے کون سا تحفہ لے کر جائے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فوجی قوت کا زور انھیں راضی کر سکتا ہے یا اسے کوئی اور حربہ اپنانا چاہئے۔

بنیادی طور پر مامون سیاسی حربوں کو زیادہ اہمیت دیتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک عباسیوں کو یہ اطمینان حاصل نہ ہو جائے کہ خلافت جو ان کے لیے مال و دولت اور قدرت و اقتدار کا وسیلہ ہے ان کے ہاتھ سے نہیں جائے گی۔ لہٰذا اس کے سامنے ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ کسی طرح امامؑ کی ولی عہدی کے معاملے کو ختم کر دے۔ لیکن کس طرح......؟

کیا امامؑ کو ولی عہدی سے ہٹا کر لوگوں سے عوامی سطح پر لی جانے والی بیعت کو نظر انداز کیا جا سکتا تھا.....؟

Presented by Ziaraat.Com

اگر وہ ایسا کرتا تو عوام کا کیا ردِعمل ہوتا اور اگر ایسا کیا جاتا تو خاندان عباسی راضی ہو جاتے ، لیکن علوی ، شیعہ ، اہل بیت ؑ کے محبّ حکومت سے ناراض ہو جاتے ۔ دیگر گروہوں کا ردِعمل کیا ہوتا ۔؟

نئی سیاست کی پہلی کڑی

مامون نے اپنی نئی سیاست کا آغاز، امام ؑ کو عیدالفطر کے موقع پر عیدگاہ کے راستے سے واپس بلا کر کیا۔ ہاں! اس کی یہ حرکت امام ؑ کو قتل کرنے کی سیاست نہ تھی۔

مامون کا وزیر اور اس کے لشکر کا سپہ سالار فضل ابن سہل، سب سے پہلے اس نئی سیاست کا شکار ہوا۔ فضل ابن سہل، مامون کے بغداد کے سفر کے انتظامات کی غرض سے مرو کے سرخس آیا اور سرخس پہنچ کر نہانے کی غرض سے حمام میں داخل ہوا۔ مامون کے لشکر کے چار مسلح افراد گھات لگائے بیٹھے تھے۔ انھوں نے فضل کو قتل کر دیا۔

مامون نے سیاست کی پرانی چال چلی اس نے لوگوں کو فریب دینے کے لئے فضل کے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے اپنے کارندوں کو چوکس کر دیا اور اس کے قاتلوں کی گرفتاری میں مدد دینے والوں کے لیے نقد انعام کا اعلان بھی

کر دیا۔

عباسی خاندان فضل کو خلافت علویوں کے حوالے کرنے کا اصل مجرم تصور کرتے تھے۔ اس کا قتل امید کی وہ پہلی کرن تھی جو مامون نے اپنے رشتے داروں کے دل میں جلائی تھی۔

دوسری کڑی

فضل ابن سہل کا سیاسی منظر سے ہٹ جانا عباسیوں کے لیے ایک خوش آئند بات تھی۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہ تھا۔ ان کی اصل پریشانی تو امام رضا ؑ کی ولی عہدی تھی ۔ یہ معاملا کسی طرح ان کے حق میں حل ہونا چاہئے تھا۔ امام ؑ کے ہوتے ہوئے مامون کی ہر چال بیکار تھی۔ لہٰذا اب اس کی نظر میں ایک ہی حل رہ گیا تھا کہ وہ امام ؑ کو راستے سے ہٹا دے ...... لیکن کیسے......؟

کیا وہ امام ؑ کو اعلانیہ قتل کر سکتا ہے؟ کیا یہ کام اس کے حق میں بہتر ثابت ہو گا؟ کیا وہ امام ؑ پر حکومت سے خیانت کا الزام لگا سکتا ہے۔ یا امام ؑ کے قتل کے لیے وہی حربہ استعمال کرے جو اس نے فضل ابن سہل کے لیے کیا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا۔ لیکن ان طریقوں کا استعمال اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔

اگر چہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ مامون اس مرحلے پر کیا قدم اٹھائے گا لیکن بہت سے سیاسی تجزیہ نگار اور خود مامون کے لیے چند باتیں بڑی واضح تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ولی عہدی کی مشکل سے چھٹکارہ کے لیے امامؑ کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔

امامؑ کے قتل سے بھرپور طریقے سے نیا سیاسی فائدہ اٹھایا جائے۔

مامون یہ چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ اس کے بغداد پہنچنے سے پہلے وقوع پذیر ہو جائے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت

مامون ایک مختصر عرصے کے لیے طوس میں قیام پذیر رہا۔لیکن اس مختصر عرصے میں اس نے ایک بڑی سازش تیار کی اور اس سازش کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں امام رضاؑ کو زہر دے دیا۔اس طرح امام رضاؑ شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔

اس شہادت کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ امامؑ کو بخار رہوا۔ مامون کو اس

بیماری کا علم ہوا تو اس نے سوچا کہ یہ اچھا موقع ہے۔اس نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور حکم دیا۔

”جو چیز میں تجھے دے رہا ہوں اسے اچھی طرح پیس کر پاوڈر بنا لے۔ اور جب میں تجھے حکم دوں تو یہ پاوڈر،انار کے شربت میں ملا کر لے آ....“

اس کے بعد مامون امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے امامؑ کا حال احوال پوچھا اور غلام کو بلا کر حکم دیا کہ انار کا شربت لے آئے۔غلام انار کا شربت لے آیا۔مامون نے گلاس اس کے ہاتھ سے لیا اور امامؑ کو پیش کیا۔اور کہا انار کا شربت ہے پی لیجیے بخار میں افاقہ ہوگا۔

امام نے فرمایا۔”جب تم جاؤ گے تو میں پی لوں گا.....“

مامون نے کہا۔”واللہ! آپ ایسا نہیں کر سکتے۔آپ کو میرے سامنے یہ شربت پینا ہوگا۔اگر مجھے رطوبت معدہ کی شکایت نہ ہوتی تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی پی لیتا.....“ امامؑ تو جانتے تھے کہ یہ جام قاتل ہے۔لیکن رضائے الٰہی یہی تھی۔آپؑ کی شہادت اسی طرح ہونی تھی۔اور مامون کو قیامت تک کے لیے لعنتی بنا تھا۔پس آپؑ نے شربت کے چند گھونٹ بھرے۔مامون دل میں مطمئن ہوا۔اس کا کام پورا ہو گیا تھا۔وہ اٹھ کر چلا گیا زہر نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔ایک بار امامؑ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔آپؑ کی درد بھری فریاد بلند ہوئی۔مامون کی بیگمات اور کنیزیں ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی آئیں۔طوس میں

Presented by Ziaraat.Com

نالہ وشیون کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ مامون بھی ننگے پاؤں اور ننگے سر دوڑتا ہوا آیا۔ وہ اپنے سر اور منہ کو پیٹ رہا تھا۔ اور اپنے بال نوچ رہا تھا۔ وہ بہت زیادہ رونے لگا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ امامؑ کے سرہانے بیٹھ گیا اور روتے ہوئے کہنے لگا۔

"اے میرے آقا، اے میرے سردار۔ واللہ، میں نہیں جانتا کہ میں کس مصیبت پر رووں۔ آپؑ کی جدائی پر گریہ کروں یا اس تہمت پر جو لوگ مجھ پر لگا رہے ہیں کہ میں نے آپ کو شہید کیا....."

امامؑ کی آنکھیں کھلیں۔ آپؑ نے مامون کو دیکھا اور پھر فرمایا۔

"اے مامون! میرے بیٹے ابی جعفر کے ساتھ اچھائی سے پیش آنا۔ کہ اس کی اور تمہاری عمر میں صرف دو انگلیوں (سالوں) کا فرق ہے....."

امام معصوم علیہ السلام کے اس فرمان کی صداقت کا پتہ چلا جب مامون ۲۱۸ھ میں فوت ہوا جبکہ ابی جعفر بزرگوار امام تقی الجواد علیہ السلام ۲۲۰ھ میں وصال فرما گئے۔

علویوں اور محبان اہل بیتؑ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی اس لیے مامون جیسا چالاک وعیار انسان ان کی شہادت کی ذمہ داری اپنے سر نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے پوری کوشش کی کہ اس شہادت کا الزام اس پر نہ آئے۔ اس لیے اس نے خود کو صاحبِ عزا ظاہر کرتے ہوئے صف ماتم بچھا دی۔

ہارون نے بھی جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو زندان میں شہید کیا تھا تو اس نے بھی بھرپور کوشش کی تھی کہ امامؑ کی شہادت کو طبعی موت بنا کر پیش کرے۔ یہ مامون اسی باپ کا بیٹا تھا اور جانتا تھا کہ امام رضاؑ کے خون کی ذمہ داری لینا حکومت کو تباہ کرنا ہے۔ اسی لیے اس نے پوری کوشش کی کہ لوگوں کی نظروں میں امامؑ کے قتل کی ذمہ داری اس پر نہ آئے۔

جناب ابوصلت سے پوچھا گیا کہ مامون جو امامؑ کا اس قدر احترام کرتا تھا کہ اس نے آپؑ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ کیسے راضی ہوا کہ امامؑ کو شہید کر دے..؟

ابوصلت نے امامؑ کے مامون کے ہاتھوں شہید ہونے کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اگر مامون، امامؑ کا احترام کرتا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ امامؑ کی برتری سے آگاہ تھا۔ اور ان کی فضیلت کا معترف تھا۔ اور اگر اس نے آپؑ کو ولی عہد بنایا تو اس لیے کہ آپؑ کو دنیا پرست ثابت کر سکے اور یوں لوگوں کی عقیدت میں کمی آجائے۔ اس کا یہ ہدف پورا نہ ہو سکا اور امامؑ نے علمی مجالس میں سب پر اپنی علمی شخصیت اور مقام کو واضح کر دیا۔ یوں مامون کی حیثیت میں کمی آتی گئی۔ یہاں تک کہ ہر دوست، دشمن امامؑ کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھنے لگا۔ یہی وہ حقیقت تھی جو مامون پر گراں گزری اور اس کے دل میں امامؑ کے خلاف حسد، کینہ اور دشمنی بھڑک اٹھی۔ آخرکار اس نے سازش سے امامؑ کو زہر دے کر شہید کر دیا...."

Presented by Ziaraat.Com

مامون کے ہاتھوں، شہادتِ امام رضاؑ، مظلومیت کا وہ باب تھا جس کا اہل بیت اطہارؑ اور ان کے محبان کی تاریخ میں اضافہ ہوا۔

امامؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کے خون کی طلبی کے عنوان سے مسلح تحریکیں بھی چلیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام علی رضاؑ کے بھائی جناب احمد ابن موسیٰؑ تقریباً تین ہزار اور دوسری روایت کے مطابق تقریباً بارہ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ امامؑ کے خون کا انتقام لینے کے لیے بغداد سے نکلے اور شیراز میں عباسی حکومت کے لشکر سے ٹکرائے۔ اور اسی معرکے میں شہید ہوئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت اور روایات

جناب ابو بصیر نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

''ایک دن میرے بابا نے جابر بن عبداللہ انصاری کو بلایا اور ان سے پوچھا

"یا جابر اخبرنی عن اللوح الذی رایته فی ید امی فاطمه"

(اے جابر مجھے اس لوح کے بارے میں بتاؤ جو تم نے میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاتھ میں دیکھی تھی)

جابر نے کہا۔ میں جناب حسینؑ بن علی علیہ السلام کی ولادت پر مبارک باد

دینے کے لیے آپؑ کی ماں جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کے ہاتھ میں زمرد کی مانند ایک سبز لوح دیکھی۔ اس لوح کے میرے استفسار پر جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ یہ وہ تحفہ ہے جو میرے بابا کو رب کائنات کی طرف سے ملا ہے۔ اس میں میرے بابا، میرے شوہر، میری اولاد اور میری نسل سے آنے والے اماموں کے نام درج ہیں۔ میرے بابا نے مجھے خوشخبری دینے کے لیے یہ تحفہ مجھے دے دیا ہے....''

اس لوح کی عبارت کا وہ حصہ جس میں آٹھویں امامؑ کا ذکر ہوا ہے وہ یوں ہے۔

یقتله عفریت مستکبرا

''انھیں ایک متکبر دیو قتل کرے گا.....''

طریحی جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک حدیث نقل کرتا ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

''میرا ایک نواسا خراسان کی سرزمین میں قتل کیا جائے گا....''

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''میرے بیٹے موسیٰؑ کی نسل سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام امیر المومنین کے نام پر ہوگا۔ وہ طوس، جو کہ خراسان میں ہے کا سفر اختیار کرے گا جہاں اسے زہر دے کر شہید کر دیا جائے گا....''

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام رضاؑ سے بھی ایک روایت ہے۔

''اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی شہادت کے علاوہ کوئی اور موت نہیں مرا...''

جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ کو کون شہید کرے گا تو آپؑ نے فرمایا۔

''میرے زمانے کا بدترین انسان مجھے زہر دے کر قتل کرے گا....''

امامؑ نے مامون کی ولی عہدی قبول کرنے سے انکار کیا تھا تو وجہ آپؑ ہی کے بقول یہ تھی۔آپؑ نے مامون سے فرمایا تھا۔

''میرے بابا نے میرے اجداد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے نانا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے بارے میں ایک پیش گوئی فرمائی تھی ۔جس کی روشنی میں اے مامون میں تم سے پہلے مظلومانہ طور پر زہر کے ذریعے شہید کر دیا جاؤں گا اور اگر مجھے اجازت ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ میرا قاتل کون ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امامؑ کا حرم اہل دل کا قبلہ

حضرت امام رضا علیہ السلام کا حرم بھی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دیگر ائمہ اطہارؑ کی بارگاہوں کی طرح رب کائنات کی یاد، عبادت اور بندگی کے

لیے ایک منتخب مقام ہے۔قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے

ایسے گھروں میں کہ جہاں اللہ نے اپنے نام کے بلند ذکر کی اجازت دی ہے اور اللہ کے ذکر کے شایان شان وہ گھر ہے جو پاک ہو.....

اور اللہ کا ارادہ تو یہ ہے کہ اہل بیت ہر گناہ سے پاک رہیں.....

ان آیات کی روشنی میں ائمہ معصومین کا گھر ان کی بارگاہ میں انسان کے روح کی بلندی اور اس کے خالق کے ساتھ ارتباط کے لیے بہترین مقام ہیں۔ اور جو لوگ اپنی مادی اور معنوی مشکلات لا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں انھیں دلی سکون ملتا ہے اور ان کی لطف خدا کے حصول کی امید بندھ جاتی ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔

ائمہ معصومینؑ اللہ کی بندگی اور اطاعت کا مظہر ہیں،ان کا کردار و گفتار ،اللہ کی رضا، رغبت اور ارادے کی یاد دلاتا ہے۔ام کا جینا اور مرنا خالق کائنات کے لیے ہی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ ان کے حرم ،اللہ کی یاد اور انسان کے خدا کے ساتھ رابطے کا سبب ہیں۔یہاں آ کر انسان کو لطف الٰہی سے فیض یاب ہونے کا احساس ہوتا ہے۔اس کی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔اس کے دل کو آرام و سکون ملتا ہے۔اس کی تھکی اور درماندہ روح کو راحت حاصل ہوتی ہے۔اور مریض بدن کو صحت و سلامتی عطا ہوتی ہے۔امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

"امام پیاس میں شفاف پانی، ہدایت کا چراغ اور مشکلات اور مصائب میں اللہ کے بندوں کی پناہ گاہ ہوتا ہے....."

جب بھی کوئی مسافر کسی امامؑ کے روضے کی زیارت کا مقصد دل میں لیے رختِ سفر باندھتا ہے اور سفر کی منزلیں کاٹتا ہے تو کسی نہ کسی آرزو یا علم و معرفت کے حصول کا طلب گار ہوتا ہے۔

اہل بیتؑ کے فیض کے دروازے سب پر کھلے ہیں۔صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی ان سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔اور ان سے فیض حاصل کر کے ان کے عشق کے گن گاتے ہیں۔

زوار کوئی بھی ہو اور اس کی حاجت کچھ بھی ہو۔جب وہ امام رضاؑ کے حرم میں داخل ہوتا ہے تو آپؑ کے آستان اطہر کے بڑے بڑے دروازوں کے ساتھ لپٹ کر ضریح مقدس کی طرف رخ کر کے دل کی گہرائیوں سے آپؑ کے ساتھ راز و نیاز کرنے لگتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

معجزات امام علی رضا علیہ السلام

محترم قارئین جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ عام انسانوں پر اپنے مخصوص بندوں کی برتری کے لیے اپنے منتخب بندوں کو معجزات عطا کرتا ہے، تا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں اور اس سے متاثر ہوں۔اللہ نے اپنے ہر نبی کو معجزے عطا کیے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام بھڑکتی ہوئی آگ میں سے ہزاروں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے صحیح سالم آگ سے باہر آگئے۔تو اس لیے کہ لوگ جان لیں کہ حضرت ابراہیمؑ کوئی عام انسان نہیں ہیں۔لہذا توحید کے متعلق ان کے فرمودات کو سننا چاہئے۔اور بت پرستی کو ترک کر دینا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا عصا عطا کیا جو زمین پر گرتے ہی اژدھا بن جاتا تھا۔تو ایسا اس لیے کیا کہ فرعون کو پتا چل جائے کہ وہ کسی معمولی انسان کے سامنے نہیں۔اور بنی اسرائیل بھی جان لیں کہ حضرت موسیٰؑ ہی وہی نجات دہندہ ہیں جن کا سہارہ لینا چاہئے۔جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی اندھوں کو بینائی عطا کر دیتے تھے۔جذام کے مریضوں کو شفا دیتے تھے۔اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم پر اس لیے ہوتا تھا کہ ان کے زمانے کے لوگ ان کے روحانی مرتبے اور مقام کو سمجھ سکیں۔اور جان سکیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے منتخب بندے اور نبی ہیں ۔اور ان کی باتوں کو غور سے سنیں اور ان پر عمل کر کے متقی اور پرہیز گار بنیں۔

جناب حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی بات سمجھ لیتے ہیں ۔ کبوتروں سے بات کر لیتے ہیں ۔ اور طبیعت کے عناصر پر حکمرانی کرتے ہیں تو یہ اس حقیقت کی حکایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندوں کے اختیار میں ایسی قدرت دے دیتا ہے جو عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے ۔

اور کوئی بھی عقلمند اور مومن انسان نبی یا امام کے یہ معجزے دیکھ کر انھیں ربوبیت اور خدائی کے مقام پر لا کھڑا نہیں کرتا ۔ کیونکہ ایسے غیر معمولی مقامات پا کر بھی وہ ہستیاں ہمیشہ اس بات کی تاکید کرتی ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ،اس کی مخلوق اور اس کے مطیع ہیں ۔ اور ان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ خالق کائنات کا عطا کردہ ہی ہے ۔اور اس کی رضا و رغبت سے لیا گیا ۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اللہ نے نبوت کا باب بند کر دیا ۔ اور امامت کا سلسلہ جاری کیا۔ جس طرح اللہ نے اپنے نبیوں کو معجزات عطا کئے اسی طرح تمام ائمہ ؑ کو بھی معجزات سے سرفراز فرمایا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

’’امام ہر گناہ اور لغزش سے پاک ہوتا ہے ۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اور اس سے سابقہ امام واضح طور پر اس کی امامت کا اعلان کرتے ہیں ۔ امام سب سے بڑا عالم اور متقی ہوتا ہے ۔وہ اللہ کی کتاب کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے ۔ سابقہ امام واضح الفاظ میں اسے اپنا وصی قرار دیتا ہے ۔وہ صاحبِ معجزہ ہوتا ہے ۔اور قانع کنندہ دلیل لاتا ہے ۔امام کی صرف آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل ہمیشہ جاگتا ہے ۔

جناب شیخ صدوق نے معجزے اور دلیل کی توضیح بیان کی ہے ۔وہ کہتے ہیں ۔

’’معجزے سے مراد امام کا علم ہے کہ جس کی برابری کوئی اور نہیں کر سکتا ۔ اور دوسری دلیل سے مراد لوگوں کی حاجات اور دعائیں پوری کرنا ہے ۔

ایک اور روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے امام کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بیان فرمائی ہے ۔

’’امام ہر زبان میں بات کر سکتا ہے.....‘‘

اسی طرح امام رضا ؑ کے معجزات بھی شمار سے باہر ہیں ۔ ہم یہاں صرف چند معجزوں کا ذکر کر رہے ہیں ۔

جھہ کا خواب

محمد بن عیسیٰ نے حبیب ساوحی سے روایت کی ہے ۔وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مسجد جھہ میں خواب میں

Presented by Ziaraat.Com

دیکھا۔ میں فوراً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے شخص جو کچھ آپ میری اولاد کے بارے میں اس دنیا میں سرانجام دے رہے ہیں کیا آپ اس پر خوش ہیں۔

میں نے عرض کی۔ اگر میں آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت خوبی اور اچھائی سے بیان کروں تو پھر کس کو نیکی اور احسان کا موقع قرار دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ان نیکیوں کا اجر روز آخرت آپ کو میرے ہاتھ سے ملے گا۔

پھر میں نے دیکھا کہ جس حال میں، میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا میں نے صیحانی کھجوروں کا ایک تھال رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے رکھا دیکھا۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر ممکن ہو تو مجھے بھی یہ کھجور عطا کیجئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مٹھی بھر کھجور مجھے عطا کردیں۔ میں نے کھجور کے دانے شمار کیئے تو وہ اٹھارہ نکلے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں اٹھارہ سال جیوں گا۔ اس تاریخ کے بعد میں نے اس خواب اور اس کی شرح کو فراموش کردیا۔ اور یہاں تک کہ ایک روز میں نے لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم دیکھا پوچھا یہ ہجوم کیسا ہے۔ معلوم ہوا وہاں حضرت امام علی رضاؑ تشریف لائے ہیں۔ اور اسی مسجد جھ میں تشریف فرما ہیں۔ پس میں بھی دیگر کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امامؑ کو بالکل اسی

جگہ جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا، تشریف فرما دیکھا۔ آپؑ کے سامنے صیحانی کھجوروں کا ایک طشت رکھا ہوا تھا۔ میں نے آپؑ سے عرض کی۔ ''کچھ مجھے بھی عطا کیجئے....'' امامؑ نے مٹھی بھر کر مجھے کھجوریں عطا کردیں۔ میں نے گنا تو وہ اٹھارہ تھیں۔ میں نے عرض کی۔

''سرکار۔ مجھے اس سے کچھ زیادہ عطا کیجئے....''

امامؑ نے فرمایا۔ میرے جدامجد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جتنی آپ کو دی تھیں میں اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ اگر انھوں نے آپ کو زیادہ دی ہوتیں تو میں بھی زیادہ دیتا۔

ایک بار ایک شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ میری بیوی بانجھ ہوگئی ہے ذرا اللہ سے میرے لیے سوال کریں کہ اس کا بچہ ہو۔ امامؑ نے فرمایا۔ ''ہما اشنان'' یعنی تمہاری بیوی کے رحم میں دو بچے ہیں۔ یہ سن کر میں نے عرض کی۔ میں ایک کا نام محمد رکھوں گا اور دوسرے کا نام علی،

امام نے یہ سن کر مجھے قریب بلایا اور فرمایا۔ ایک کا نام علی اور دوسرے کا نام ''ام عمرو'' رکھنا۔ یعنی دو بچوں میں سے ایک بیٹا اور دوسری بیٹی ہے۔

پس میری بیوی نے دو بچوں کو جنم دیا۔ جس میں ایک بیٹا اور دوسری بیٹی تھی۔ اور پھر جیسا کہ حضرت نے حکم دیا تھا۔ بیٹے کا نام علی رکھا اور بیٹی کا نام ام عمرو۔ میری ماں نے مجھ سے کہا۔ اے میرے بیٹے تیری دادی کا نام ام عمرو تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت نے اسی نسبت سے تمہیں حکم دیا تھا کہ اپنی بیٹی کا نام ام عمرو رکھو۔

☆☆☆☆☆☆☆

احمد بن عبداللہ غفاری سے روایت ہے کہ اس نے کہا آل ابی رافع میں سے ایک مرد جس کا نام طیس تھا، نے مجھ سے رقم کا مطالبہ کیا اور اپنے اس مطالبے پر اس نے بڑا اصرار کیا۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی اس معاملے میں اس کی معاونت کی۔ جب مجھے ان حالات کا پتہ چلا تو میں نے مسجد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نماز استغاثہ پڑھی اور اس کے بعد حضرت امام رضاؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ امام اس وقت عریض میں تھے۔ تب میں امامؑ کے سرائے کے دروازے کے قریب پہنچا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ امامؑ خچر پر سوار نمودار ہوئے۔ انھوں نے قمیص اور چادر پہن رکھی تھی۔ جب میری نگاہ امامؑ پر پڑی تو میں اپنی حاجت مندی کے مقصد پر شرمسار ہو گیا۔ لیکن آپ جب میرے قریب آئے تو آپؑ نے توقف فرمایا اور مجھ پر نظر ڈالی۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ میں نے عرض کی۔

"اللہ تعالیٰ مجھے آپؑ پر قربان کرے۔ آپؑ کا غلام مجھ سے رقم کا خواستگار ہے اللہ کی قسم اس نے مجھے لوگوں میں رسوا کر دیا ہے....."

احمد کہتا ہے کہ جب میں نے آپؑ سے یہ عرض کی تو میں خیال کر رہا تھا کہ حضرت مجھ غلام کو یہ حکم دیں گے کہ ابھی کچھ مہلت دو اور ابھی اپنا دست سوال

واپس کھینچ لو۔ اللہ کی قسم میں نے حضرت کو یہ بھی نہیں بتایا کہ طیس مجھ سے کتنی رقم کا تقاضا کر رہا ہے۔ امامؑ نے مجھے حکم دیا کہ میں یہیں بیٹھ جاؤں اور جب تک کہ وہ واپس نہ آجائیں میں بیٹھا ہی رہوں۔

میں اسی جگہ بیٹھا گیا۔ یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت آن پہنچا۔ میں نے مغرب کی نماز پڑھی اور چونکہ میں روزے سے تھا اس لیے میرا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ واپس چلا جاؤں کہ ناگاہ میں نے دیکھا کہ امام رضاؑ تشریف لا رہے ہیں۔ اور لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے۔ اور بہت سے سوالی اور محتاج آدمی وہاں جمع ہو چکے تھے اور آپؑ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ جب آپؑ وہاں پہنچے تو آپؑ نے ان سب کو عطا کیا۔ جس کے بعد آپؑ اپنے مکان پر چلے گئے اور مجھے بلایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے مجھے بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں نے بیٹھتے ہوئے ابن مسیّب کی باتیں سنائیں جو اس وقت امیر مدینہ تھا۔ میں نے بہت سی باتیں سنائیں۔ جب میری باتیں ختم ہوئیں تو امامؑ نے فرمایا۔

"آپؑ نے افطاری نہیں کی...؟"

میں نے عرض کیا...."جی ہاں سرکار...."

اس پر حضرت نے حکم دیا کہ میرے لیے کھانا لایا جائے۔ جس سے میں نے افطار کیا۔ جب میں نے اور اس غلام نے، جس نے میرے ساتھ کھانا کھایا

Presented by Ziaraat.Com

تھا کھانے سے فارغ ہوئے تو امامؑ نے فرمایا۔

"چٹائی کو اٹھاؤ۔ اس کے نیچے جو کچھ پڑا ہے۔ لے جاؤ....."

میں نے چٹائی اٹھائی تو چند دینار پڑے تھے میں نے انھیں اٹھایا اور آستین میں چھپالیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔ چار غلام آپ کے ساتھ جائیں گے تا کہ آپ کو منزل پر پہنچادیں۔

میں نے عرض کی۔ "آقا۔ میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ طائف بن مسیّب دیکھ لے گا اور میں ہیں چاہتا کہ وہ آپؑ کے غلام میرے ساتھ دیکھے۔

امام نے فرمایا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ اللہ آپ کو راہ راست کی ہدایت فرمائے.... پھر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جہاں تک میں چاہوں وہ مجھے چھوڑ آئیں،

جب میں اپنی منزل کے قریب پہنچا تو میں نے امامؑ کے غلاموں کو واپس بھیج دیا۔ اور پھر اپنی منزل پر پہنچتے ہی چراغ روشن کیا۔ اور دیناروں کو گنا۔ تو وہ اڑتیں دینار تھے۔ جن میں سے ۲۸ دینار کا میں طیس کا قرض دار تھا۔ ان سکوں میں سے ایک سکہ میں نے ایسا دیکھا جس سے روشنی نکل رہی تھی۔ میں نے اس کی چمک دیکھ کر بڑی تازگی محسوس کی۔ میں نے اسے غور سے دیکھا۔ اس دینار پر ایک روشن اور واضح تحریر کندہ تھی۔

"اس آدمی کا حق ۲۸ دینار بنتے ہیں اور باقی ماندہ آپ کے لیے ہیں....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک چڑیا کی فریاد

سلیمان جعفری کہتا ہے کہ وہ باغ جو کہ حضرت امام رضاؑ کے لیے مخصوص تھا۔ وہاں پر ایک دن میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ اس وقت ایک چڑیا چچہاتی ہوئی آئی اور امامؑ کے سامنے جا بیٹھی اور بہت زیادہ اضطراب کا اظہار کرنے لگی۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا۔

"سلیمان جعفری! تم جانتے ہو چڑیا کیا کہہ رہی ہے....؟"

"میں نے عرض کی۔ "آقا۔ میں تو نہیں جانتا..."

آپؑ نے فرمایا۔ "یہ کہتی ہے کہ ایک سانپ اس کے گھونسلے میں موجود اس کے بچوں کو کھانا چاہتا ہے۔ سلیمان فوراً اٹھ کر جاؤ۔ یہ لاٹھی لے جاؤ اس سے اس سانپ کو مار ڈالو اور اس معصوم کو اس سے خلاصی دلاؤ....."

میں نے عصا کو اٹھایا۔ اور چڑیا کے ساتھ اس کے گھونسلے کی راہ لی۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ سانپ پھونکیں مار رہا تھا۔ میں نے اس سانپ کو مار ڈالا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سید نعمت اللہ شوستری موسوی جزائری ابن سید عبداللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "انوار نعمانی" میں لکھا ہے۔

جس وقت میں امام علی رضاؑ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ واپسی براستہ

Presented by Ziaraat.Com

استر آباد کی۔استر آباد میں ایک صالح سید نے یہ روایت نقل کی۔

کہ ۱۰۸۰ھ کے لگ بھگ ترکمانوں نے استر آباد پر حملہ کیا۔بڑی قتل و غارت کی۔لوگوں کے مال لوٹ کر لے گئے اور عورتوں کو قیدی بنایا۔ان قیدیوں میں ایک لڑکی تھی۔یہ لڑکی اپنی ماں کی اکلوتی اولاد تھی۔جب اس بڑھیا نے اپنی بیٹی کو گرفتار دیکھا تو دن رات روتی رہی۔آنسو بہاتی رہی۔اسے نیند نہیں آتی تھی۔پھر ایک روز اس نے اپنے آپ سے کہا۔کہ امام رضاؑ اس شخص کی جنت کے ضامن ہیں کہ جس نے ان کی زیارت کی۔پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ میری بیٹی کی واپسی کے ضامن نہ ہوں۔بہتر ہے کہ میں ان کی زیارت کے لیے جاؤں اور ان سے اپنی بیٹی کی واپسی مانگوں۔

یہ سوچ کر وہ مشہد مقدس کی طرف روانہ ہوئی۔وہاں پہنچی زیارت امامؑ سے فیض یاب ہوئی اور دعا کی کہ یا امامؑ میری بیٹی مجھے دے دیجیے۔

اس کی بیٹی جو قیدی بنا کر لے جائی گئی تھی کو کنیز بنا کر بخارا کے ایک تاجر کے ہاتھوں بیچ دیا گیا تھا۔وہ تاجر اسے بخارا لے گیا تھا۔تا کہ آگے فروخت کر دے۔بخارا کے تاجروں میں سے ایک مومن و صالح تاجر نے خواب دیکھا۔کہ وہ ایک بڑے دریا میں غرق ہو رہا ہے۔وہ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے یہاں تک کہ تھک گیا ہے اور موت بالکل قریب آگئی ہے۔اس عالم خواب میں اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی نے اسے اپنا ہاتھ دیا اور اسے پانی سے باہر کھینچ لیا اور یوں وہ دریا

سے باہر آ گیا۔

اس نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا اور اس کی صورت پر ایک نظر ڈالی اور پھر وہ خواب سے بیدار ہو گیا۔خواب پر وہ سخت پریشان اور حیران ہوا۔وہ سوچ میں تھا کہ اس کے جاننے والا ایک تاجر اس کے پاس آیا اور اس نے کہا۔میرے پاس ایک کنیز ہے جو میں فروخت کرنا چاہتا ہوں۔تم اسے دیکھ لو۔اگر چاہو تو خرید لینا۔نہیں تو میں کسی اور کو فروخت کر دوں گا۔وہ مومن تاجر اس کے ساتھ گیا۔اس نے کنیز کو دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ یہ وہی لڑکی تھی جسے وہ خواب میں دیکھ چکا تھا۔اور اس لڑکی نے اسے دریائے مرگ سے نکالا تھا۔چنانچہ اس نے تاجر کو اس کی قیمت ادا کر دی۔اور اسے اپنے گھر لے آیا۔اور اس کے حسب نسب کے بارے میں پوچھا۔

اس لڑکی نے اپنے تمام حالات سنائے اور گرفتاری کے بارے میں بتایا۔تاجر اس کی گفتگو سن کر رو دیا۔کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ لڑکی مومنہ ہے۔پھر اس نے لڑکی سے کہا کہ تم غم اور فکر نہ کرو۔میرے چار بیٹے ہیں۔ان میں سے جو تمہیں پسند آئے میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا ہوں۔

لڑکی نے کہا۔آپ کے بیٹوں میں سے جو مجھے امام رضاؑ کے روضے کی زیارت کرائے آپ اس سے میرا نکاح کر دیں۔

چاروں میں سے ایک نے اس شرط کو قبول کیا تو تاجر نے اس سے لڑکی کا

Presented by Ziaraat.Com

نکاح کر دیا۔ وہ لڑکا اپنی بیوی کو لے کر خراسان روانہ ہوا۔ بدقسمتی سے راستے میں لڑکی بیمار ہوگئی۔ لیکن اس کے شوہر بڑی محنت اور شفقت سے اور تکالیف اٹھا کر اسے مشہد مقدس لے آیا۔ مسافر خانے میں انھوں نے کمرہ لیا اور بارگاہ امام رضا علیہ السلام کی قدم بوسی میں مشغول ہو گئے۔

ایک دن وہ حرم اقدس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ اس کی بیمار بیوی کی تیمارداری کے لیے اللہ اسے ایک عورت مہیا کر دے۔ تا کہ اس کی بیوی کا پوری توجہ سے ہر طرح کا علاج معالجہ کیا جا سکے۔

جب اس نے بارگاہ الٰہی میں یہ درخواست کی اور حرم سے باہر آیا تو اس نے ایک بڑھیا کو دیکھا جو مسجد کی طرف جا رہی تھی۔ وہ اس کی طرف بڑھا اور اسے کہنے لگا۔

”اے امی۔ میں ایک غریب اور ناواقف مسافر ہوں۔ میں اپنی بیوی کے ہمراہ امامؑ کی زیارت کو آیا ہوں لیکن راستے میں میری بیوی سخت بیمار پڑ گئی ہے۔ یہ میرے بس کی بات نہیں کہ میں اس کی مکمل دیکھ بھال کر سکوں اور اس کے لیے غذا اور دیگر چیزیں پکا سکوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ امام رضاؑ کی خاطر چند دن کے لیے میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کر سکتی ہیں....“

بوڑھی عورت نے کہا۔ ”میں بھی تیری طرح غریب ہوں اور اس شہر کی رہنے والی نہیں ہوں۔ میں بھی امامؑ کی زیارت کے لیے آئی ہوں۔ سوائے اللہ

کے اور امامؑ کے میرا ابھی یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں امامؑ کی خوشنودی کے لیے تیرے ہاں حاضر ہوں تا کہ تیری بیمار بیوی کی خدمت کر سکوں۔

اس کے بعد وہ بوڑھی عورت اور وہ نوجوان مسافر خانے آئے۔ کمرے میں پہنچے تو بوڑھی عورت نے بستر پر لیٹی لڑکی کو دیکھا جو چادر اوڑھے پڑی تھی لیکن کراہ رہی تھی۔ بیماری کی وجہ سے بے حال تھی۔ بوڑھی عورت نے مریضہ کے منہ سے چادر ہٹائی تو اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ رونے لگی۔

”یہ تو میری بیٹی ہے....“ اس نے روتے ہوئے کہا۔

”جو بستر مرض پر پڑی ہے۔ اور وہ بھی غریب الوطنی میں۔ جہاں کہ اس کی دیکھ بھال کرنے والا بھی کوئی نہیں....“

بوڑھی عورت بھی روتے روتے گر پڑی۔ اس کی بیٹی کی آنکھیں کھلیں۔ اس نے اپنی ماں کو دیکھا۔ پھر دونوں ماں بیٹی گلے لگ گئیں اور کافی دیر تک روتی رہیں۔

ماں نے اپنی بیٹی کی تیمارداری کی۔ نوجوان نے علاج کیا۔ اور وہ لڑکی چند ہی دنوں میں تندرست ہوگئی۔ انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور امام رضاؑ اور ان کے آباء اجداد پر درود و سلام بھیجنے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد بن عمر نوقانی لکھتا ہے کہ۔ میں اپنے شہر نوقان میں اپنے گھر کی چھت پر

Presented by Ziaraat.Com

سویا ہوا تھا۔رات بہت تاریک تھی۔ میں نیند سے بیدار ہو گیا اور میری نظروں نے سناباد کی طرف پرواز کیا۔ جہاں حضرت امام رضاؑ کا مرقد مقدس واقع ہے۔ میں نے نظر دوڑائی تو ایک درخشندہ چمکتے ہوئے نور کو دیکھا جو آپؑ کے مرقد اطہر سے آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس نور نے پورے آسمان کو روشن کیا۔ اور مشہد مقدس کو بھی دن کی طرح روشن کئے ہوئے تھا۔ صبح کو میں بہت پریشان تھا۔

اس وقت تک میں ولایت اور امامت حضرت امام رضاؑ میں شک کرتا تھا۔ میری ماں بھی جو کہ ولایت کے اعلیٰ مقام کی مخالف تھی مجھ سے پوچھنے لگی۔

"کیا دیکھ رہا ہے۔ تجھ پر کیا افتاد آپڑی ہے کہ تو پریشان ہو رہا ہے....؟"

میں نے کہا کہ "میں نے سناباد میں ایک نور دیکھا جس نے آسمان اور زمین دونوں کو روشن کر رکھا تھا......"

میری ماں نے کہا۔ "یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ تیرے سامنے جو بھی نظر آیا۔ وہ شیطان تھا...."

اگلی رات گزشتہ رات سے زیادہ سیاہ تھی۔ میں نے پھر وہی نور دیکھا جس نے مشہد مقدس اور آسمان کو روشن کیا ہوا تھا۔ میں نے اپنی ماں کو اطلاع دی اور اسے اس جگہ لایا جہاں سے وہ نور صاف نظر آرہا تھا۔ میری ماں نے بھی اس نور کو اسی شکل وصورت میں دیکھا جس شکل وصورت میں، میں دیکھ رہا تھا۔ اس نور کو دیکھ کر میری ماں نے صاحب قبر حضرت امام علی رضاؑ کی عظمت کو مان لیا۔ اور

اس نے معافی بھی مانگی۔ لیکن پھر بھی میری طرح سے صاحب قبر کے ساتھ ایمان ومحبت کا اظہار نہیں کیا۔ پس میں اپنی منزل سے سوئے سناباد چلا۔ حرم پاک امام رضاؑ کے دروازے بند تھے۔ میں نے عرض کی۔

"پروردگار۔ اگر امامت وولایت حضرت امام رضاؑ سچی اور درست ہے تو مجھ پر یہ بند دروازے کھول دے......"

پھر میں نے اپنا ہاتھ دروازے پر رکھا تو دروازہ کھل گیا۔ پھر میں نے اپنے آپ سے کہا

"اس بات کا امکان ہے کہ دروازہ کھلا ہوا ہو...." چنانچہ میں نے دروازے کو مضبوطی سے بند کیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ دروازہ بند ہو گیا ہے اور بغیر چابی اب نہیں کھل سکتا۔ پھر میں نے دوبارہ دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ دروازہ کھل گیا۔ جس کے بعد میں زیارت اور نماز میں مصروف ہو گیا۔ اور مجھے بصارت و بینائی مل گئی۔ میں حق کو پہچان لیا۔ اس کے بعد ہر شب جمعہ میں زیارت امامؑ کے لیے نوقان سے سناباد آتا رہا۔ اور میرا یہ معمول اب بھی جاری ہے....."

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابو عمرو محمد بن عبداللہ حکمی والی نوقان کہتا ہے کہ حاکم کا خط لے کر رے کے دو آدمی بخارا روانہ ہوئے تا کہ وہ خط امیر نصر کو پہنچا سکیں۔ ان دو اشخاص میں ایک

Presented by Ziaraat.Com

شہر ''رے'' کا رہنے والا تھا اور دوسرا ''قم'' کا۔ قم کا رنے والا ناصبی تھا۔ جبکہ دوسرا آدمی مومن تھا۔ جس قریہ دونوں نیشاپور پہنچے تو رے کے رہنے والے نے قمی سے کہا۔

''مناسب یہ ہے کہ ہم پہلے طوس جائیں اور زیارت امام رضاؑ کا شرف حاصل کریں۔ اس کے بعد بخارا کی طرف روانہ ہوں.....''

قمی نے کہا۔ ''سلطان نے ہمیں امیر بخارا کے لیے خط دے کر بھیجا ہے لہذا یہ مناسب نہیں کہ ہم سلطان کا حکم بجا لانے سے قبل کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوں.....'' اس کے بعد دونوں نیشاپور سے بخارا چلے گئے۔ اور خط امیر کو دے کر واپس روانہ ہوئے۔ واپسی پر جب وہ طوس پہنچے تو رازی نے قمی سے کہا۔

''اب جبکہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے ہیں تو کیا تم میرے ساتھ زیارت کے لیے مشہد مقدس چلو گے.....''؟

قمی نے جواب دیا۔ ''میں جس وقت رے سے چلا تھا۔ میں ناصبی تھا۔ اب میں نہیں چاہتا کہ رافضی بنوں اور اپنے عقیدے سے دستبردار ہو جاؤں.....''

رازی شخص جو کہ زیارت مرقد مطہر امام رضاؑ کا عاشق اور مشتاق تھا جو کچھ بھی اس کے پاس تھا، قمی کے حوالے کر کے مشہد مقدس کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ مشہد مقدس کے قریب پہنچا تو اس نے ارادہ کیا کہ پوری رات حرم مقدس میں جاگ کر عبادت میں گزارے گا۔ اس لیے اس نے خدام حرم سے اس خواہش کا

اظہار کیا کہ وہ اس حرم مقدس کے دروازے پر لگنے والے تالے کی چابیاں اسے دے دیں۔ خدام نے اس کی خواہش کا احترام کیا اور چابی اسے دے دی۔

رازی کہتا ہے کہ میں حرم مطہر کے اندر داخل ہوا اور پھر بڑے دروازے کو بند کر کے تالا لگا دیا۔ اور زیارت پڑھنے کے بعد امام معصومؑ کے سر مبارک سے تھوڑا آگے میں نے نماز پڑھی۔ اور پھر تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو گیا۔ جب میں نے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی تو میں نے سنا کہ میرے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اور اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا مگر مجھے کوئی دکھائی نہ دیا۔ تو میں واپس آ کر پہلے والی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں نے پھر اسی آواز میں تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے تھوڑی دیر کے لیے قرآن پڑھنا بند کیا تا کہ دیکھوں کہ تلاوت کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ آواز قبر مطہر کے اندر سے آ رہی ہے۔ اس وقت سورۃ مریم کی تلاوت کی جا رہی تھی اور آیت یہ تھی۔

ترجمہ..... جس دن کہ ہم متقین کو رحمٰن کے حضور (عزت و احترام سے) وفد کی صورت اکٹھا کر لائیں گے اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف اس طرح ہانک لے جائیں گے جس طرح پیاسے جانور کو پانی کی طرف لے جاتے ہیں۔

میں واپس نوقان پہنچا اور قاریوں سے پوچھنے لگا کہ آیا مذکورہ آیت کی قرأت آپ لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔ قاری کہنے لگے کہ جس طرح تم نے

Presented by Ziaraat.Com

قرات کی وہ الفاظ و معنی کے لحاظ سے درست ہے لیکن ہم قاریوں کو ایسے آدمی کا علم نہیں جس نے یوں تلاوت کی ہو۔

رازی کہتا ہے کہ میں نیشاپور چلا گیا۔وہاں میں نے قاریوں سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا۔

"آیا آپ میں سے کسی نے اس آیت کی یوں قرات کی ہے....؟"

قاریوں نے جواب دیا۔"ہمیں علم نہیں...." پھر ایک قاری نے پوچھا۔

"آپ کا مقصد کیا ہے....؟"

میں نے جواب دیا۔"میں نے اتفاقاً کسی کو یوں تلاوت کرتے سنا ہے اسی لیے چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو حقیقت سے آگاہ کرلوں....."

قاری کہنے لگا۔"روایت کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل بیتِ اطہارؑ اسی قرات سے تلاوت کیا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"عیون الذکاء" میں ایک واقعہ درج ہے۔

دو بھائی تھے۔ان میں ایک عالم تھا اور دوسرا سلطان کا ملازم تھا۔عالم بھائی نے حضرت امام رضاؑ کی زیارت کا قصد کیا۔سفر پر جانے سے پہلے اپنے بھائی کو الوداع کرنے کے لیے وہ اس کے گھر گیا۔لیکن اس کا بھائی گھر پر نہیں تھا۔وہ بھائی کے اہل وعیال کو الوداع کرکے سفر پر روانہ ہوا۔اس کا بھائی جب گھر آیا اور

اسے اپنے بھائی کے سفر کی خبر ملی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھائی کو الوداع کرنے کے لیے قافلے کی طرف بڑھا اور قافلے کے قریب پہنچ گیا۔اس نے اپنے بھائی سے ملاقات کی اور بھائی کو الوداع کہا۔واپس ہونے لگا لیکن اس کے دل میں نجانے کیا سمائی کہ اس نے اپنے بھائی سے کہا۔کہ بھائی جان مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلیں۔میں بھی امامؑ کی زیارت سے محروم نہیں رہنا چاہتا۔میرے بھی دل میں امامؑ کی زیارت کی تڑپ ہے۔چنانچہ وہ بھی قافلے والوں کے ساتھ ہولیا۔

وہ ایک ظالم سلطان کے دربار میں ملازم تھا۔اس لیے دوسروں کو تنگ کرنا اور دوسروں پر ظلم وستم کرنا۔گالی گلوچ کرنا اس کی عادت بن گئی تھی۔اس مبارک سفر میں بھی وہ خود کو اس عادت سے باز نہ رکھ سکا۔اس نے قافلے والوں کو طرح طرح کی اذیت دینا اور گالیاں دینے شروع کردیں۔قافلے والے اس سے بہت پریشان ہوئے۔تنگ آکر انھوں نے اس کے عالم بھائی سے شکایت کی۔بھائی نے اس کو بہت سمجھایا۔نصیحت کی۔لیکن وہ اپنے کئے پر شرمندہ نہ ہوا۔اس کا بھائی بیچارہ قافلے والوں سے بہت شرمندہ ہوا۔وہ ان کے سامنے سر بھی نہیں اٹھاتا تھا۔اتفاق یہ ہوا کہ عالم کا ظالم بھائی بیمار پڑ گیا۔اور خراسان مشہد کے قریب پہنچ کر وہ فوت ہوگیا۔اس کی موت پر قافلے والوں نے سکھ کا سانس لیا۔اس کے بھائی نے اسے غسل دیا۔کفن پہنایا اور تابوت میں رکھا۔تابوت کو گھوڑے پر رکھا اور اپنے ساتھ مشہد لے آیا۔پھر اسے امام رضاؑ کے روضے کے قریب دفن کردیا۔

Presented by Ziaraat.Com

رات ہوئی تو عالم بھائی نے خواب میں دیکھا کہ وہ حرم مبارک حضرت امام رضاؑ کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔اور زیارت کے بعد حرم سے باہر آیا۔تو امام رضاؑ کے صحن کے پہلو میں ایک باغ دیکھا۔ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔وہ باغ کے اندر داخل ہوا۔وہ باغ انتہائی صاف ستھرا اور روشن تھا۔اس میں درخت میووں سے لدے ہوئے تھے۔نہریں بہہ رہی تھیں۔اور محل نظر آرہے تھے۔وہاں کی آب و ہوا بہت ہی خوشگوار تھی۔غلام خدمت کے لیے تیار کھڑے تھے۔محل میں اس نے ایک آدمی کو دیکھا۔وہ عالم یہ دیکھ کر سوچنے لگا کہ یہ سب کسی کی میراث ہے۔

عالم نے دیکھا کہ جو شخص محل میں موجود تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے قریب آیا اور قریب آکر اس کے قدموں میں گر گیا۔اب جو عالم نے اسے غور سے دیکھا تو یہ اس کا بھائی تھا جو فوت ہو گیا تھا اور کل ہی اس نے اسے دفن کیا تھا۔

عالم نے بھائی سے کہا۔"میرے بھائی۔یہ تو بتاؤ کہ اس اعلیٰ مقام پر کیسے پہنچے۔آپ تو ظالموں کے دست و بازو تھے...."

اس نے جواب دیا۔"کہ یہ جس قدر نعمتیں آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب آپ کے مبارک وجود کی برکت سے ہیں۔اور بس...... میں آپ کو اپنی پوری داستان سناتا ہوں۔

جس وقت میری روح قبض ہونے کا وقت قریب آیا تو مجھے اس وقت بے

حد سختی اور تکلیف محسوس ہونے لگی۔جب مجھے موت آئی اور میرے بدن کو تابوت میں رکھا گیا اور اس تابوت کو گھوڑے کی پشت پر رکھ دیا گیا تو پورے کا پورا تابوت اور وہ گھوڑا سخت جلانے والی آگ بن گیا۔اس وقت عذاب کے دو فرشتے میری طرف آئے جو بہت ہی خوفناک اور بدشکل تھے۔ان دونوں کے ہاتھوں میں آگ کا ایک ایک گرز تھا۔وہ مجھے مارنے لگے۔میں نے آپ کو اور قافلے کے تمام مسافروں کو اس عذاب سے بچانے کے لیے صدائیں دیں۔لیکن کسی نے میری آواز نہ سنی۔یہاں تک کہ میں اس عذاب میں مبتلا مشہد مقدس پہنچا۔جب میں حضرت امام رضاؑ کے صحن مقدس میں پہنچا تو وہ دونوں فرشتے مجھ سے دور ہو گئے۔میرا تابوت اور گھوڑا، جو مجھے جلانے کے لیے آگ اگل رہے تھے اپنی اصلی حالت میں واپس آگئے۔آگ کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا۔

جب عصر کے وقت میرے جنازے کو اٹھا کر حرم مقدس لے جایا گیا تو ایک نورانی عمر رسیدہ شخص کو میں نے حرم امام رضاؑ کے قریب دیکھا۔جبکہ امام رضا علیہ السلام (صلواۃ) خود بنفس نفیس اپنے صندوق مطہر کے اوپر تشریف فرما رہے تھے۔میں نے امامؑ کو سلام کیا لیکن انھوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔مجھ سے منہ موڑ لیا۔تو اس مرد بزرگ نے مجھ سے کہا۔

"پاک امام علیہ السلام کے سامنے التجا کرو تا کہ وہ تمہیں بخش دیں۔" میں نے مولا کے سامنے بڑی التجائیں کیں۔لیکن سب بے فائدہ۔بزرگ نے کہا۔

Presented by Ziaraat.Com

"دوبارہ التجا کرو......" میں نے پھر امام ؑ سے التجا کی۔لیکن مجھے جواب نہ ملا۔تیسری بار بزرگ نے کہا۔

"امام علیہ السلام سے التماس کرو اور انھیں ان کے نانا کا واسطہ دو۔ان کے حق کی قسم دو۔یاد رکھو اگر تمہاری بخشش نہ ہوئی تو پھر وہ عذاب کے فرشتے دوبارہ تمہیں گھیر لیں گے......"

میں نے ایک بار پھر امام علیہ السلام سے رحم کی اپیل کی۔اور عرض کی۔

"اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپؑ کو آپؑ کے جدامجد کے حق کا واسطہ دیتا ہوں۔میرے گناہوں سے درگذر کیجئے۔میں جیسا بھی ہوں آپؑ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔آپؑ کا مہمان ہوں۔میں دوبارہ وہ عذاب برداشت رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا......"

امام علیہ السلام نے اس بزرگ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

"اس نے میری شفاعت کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی......"

پھر امام ؑ نے ایک کاغذ کو اپنی انگشت مبارک سے اٹھایا اور وہ کاغذ مجھے عطا کر دیا۔جب میں نے حرم مطہر سے باہر آنے کا ارادہ کیا تو اس بزرگ نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ آدمی امام رضا علیہ السلام کا آزاد کردہ ہے......"

جس کے بعد مجھے اس باغ میں لایا گیا۔اور یہ باغ مجھے بخش دیا گیا۔اس

کے بعد وہ عذاب کے فرشتے بھی مجھے دکھائی نہیں دیئے۔اور میں ان تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہوں جو یہاں آپ کو نظر آ رہی ہیں۔اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہے اگر آپ مجھے حرم امام ؑ میں لے کر نہ آتے تو میری بخشش نہ ہوتی۔اور قیامت تک مجھے وہ عذاب سہنا پڑتا۔آپ کا شکریہ میرے بھائی......"

عالم خواب سے بیدار ہوا۔اور امام علیہ السلام کے لطف و کرم سے بے حد شاد ہوا اور اس نے یہ پورا خواب اپنے ساتھیوں کو سنایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مقدس خواب

حمیری نے اپنی کتاب "قرب الاسناد میں معاویہ بن حکیم جس نے حسن بن علی بن الیاس سے روایت کی ہے....راوی کہتا ہے کہ

"حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ آج رات میرے والد میرے پاس رہے...." میں نے عرض کی۔

"مولا۔آپؑ کے والد مقدس آپؑ کے پاس رہے....؟"

فرمایا۔"ہاں۔خواب میں۔جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آئے اور مجھ سے فرمایا۔میرے بیٹے یہ کام ایسے کرنا ہے اور وہ کام ویسے کرنا ہے...."راوی کہتا ہے کہ میں نے امام ؑ سے مزید پوچھا۔تو فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

"ہم آل پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حالت خواب اور بیداری میں ایک جیسی ہوتی ہے....."

اسی راوی نے ایک اور روایت لکھی ہے۔امام رضاؑ نے فرمایا۔

"راتوں میں سے ایک رات جبکہ میں اپنے بستر پر آرام کر رہا تھا اور میٹھی نیند میں تھا کہ مجھے خواب میں اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے آپ کے گھوڑے کے رکاب پر اپنا سر رکھا....."

"خرائج وشا" میں مسافر سے روایت ہے کہ امام رضاؑ نے ایک دن مجھ سے فرمایا۔"اٹھو اور پانی کے اس چشمے پر نگاہ ڈالو اور مچھلیاں دیکھو...."

میں نے جونہی نظر ڈالی تو وہی کچھ دیکھا جو آپؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے عرض کی۔"مولا ۔میں نے دیکھ لیا...."امامؑ نے فرمایا۔"

"میں نے خواب میں اس چشمے اور ان مچھلیوں کو دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے۔اے علی ! جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ان تمام چیزوں سے جو دنیا اور اس کی زندگی میں موجود ہیں...." ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ امام پاکؑ کی شہادت ہوگئی۔

حضرت امام محمد جواد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"جس وقت مامون نے حضرت علی رضاؑ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔بارش

نہیں ہو رہی تھی۔آسمان نے بارش سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔امام علیہ السلام سے بغض رکھنے والے باتیں کرنے لگے۔کہ دیکھو جب سے علی رضاؑ ہمارے شہر میں آئے ہیں۔اللہ نے بارش کی رحمت ہم سے کھینچ لی ہے۔"

جب مامون کو ان باتوں کی خبر ہوئی تو وہ ناراض ہوا۔پھر اس نے امامؑ سے ملاقات کی۔اور عرض کی۔

"جیسا کہ آپؑ دیکھ رہے ہیں کہ خشک سالی ہے۔لوگ پریشان ہیں۔کیا ہی بہتر ہو کہ آپؑ بارگاہ الٰہی میں باران رحمت کی دعا کریں...."

جمعہ کے دن مامون نے امامؑ کی خدمت میں یہ گزارش کی۔امامؑ نے بڑی توجہ سے سنا۔مامون نے عرض کی۔

"آپ کس دن دعا فرمائیں گے....؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا۔"دو شنبہ (پیر کے دن) کو۔کیونکہ میں نے گزشتہ رات خواب میں اپنے جد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا ہے۔جنھوں نے فرمایا۔

اے بیٹے سوموار کے روز تک بارش کا انتظار کرو۔اور سوموار کے روز آخری گھڑی میں اللہ سے بارش کی دعا کرو۔اللہ آپ کی دعا کے اثر سے بارش بھیجے گا اور آپ کی شخصیت اعلیٰ کی عظمتوں سے جو لوگ ابھی تک بے خبر ہیں پوری طرح آگاہ ہو جائیں گے۔اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی عظمت کا خود

Presented by Ziaraat.Com

اعتراف کریں گے....''

چنانچہ آپؑ کی دعا مستجاب ہوئی۔ باران رحمت نازل ہوئی اور سارے لوگ آپؑ کی عظمت و جلال سے باخبر ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مناجات امام رضا علیہ السلام

محترم قارئین! انبیاءؑ اور ائمہؑ اللہ کے منتخب بندے ہیں اور اللہ کو بہت ہی پیارے ہیں۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمام انبیاء اور تمام ائمہؑ بارگاہ ایزدی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔

امام علی رضا علیہ السلام بھی بہت زیادہ دعائیں مانگتے تھے۔ ان صفحات پر ہم ان کی کچھ دعائیں درج کر رہے ہیں۔

اے خالق! میں تیری بارگاہ میں کھڑا ہوں۔ اور اپنے ہاتھ تیری طرف بلند کئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں کہ میں نے تیری عبادت میں سستی کی ہے اور تیری اطاعت میں کوتاہی کی ہے۔ اگر میں حیا کے راستے پر چلا ہوتا تو طلب کرنے اور دعا کرنے سے ڈرتا۔ لیکن اے پروردگار! جب سے میں نے سنا ہے کہ تو نے گناہگاروں کو اپنے دربار میں بلایا ہے اور ان کو اچھی طرح بخشنے اور ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ تیری ندا پر لبیک کہنے کے لیے آیا ہوں اور مہربانی کرنے

والوں کے مہربان کی محبت کی طرف پناہ لئے ہوئے ہوں۔

اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے جن کو تو نے اہل اطاعت پر فضیلت دی۔ اپنی طرف سے قبولیت اور شفاعت عطا کی۔ اس کے چنے ہوئے وصی کے وسیلہ سے کہ تیرے نزدیک جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والا مشہور ہے۔ نساء کی سردار فاطمہؑ کے وسیلہ میں اور ان کی اولاد جو رہنما اور ان کے جانشین ہیں، کے وسیلہ سے، ان تمام فرشتوں کے وسیلہ سے کہ جن کے وسیلے سے تیری طرف جب متوجہ ہوتے ہیں اور تیرے نزدیک شفاعت کے لیے وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ وہ تیرے دربار کے خاص الخاص ہیں۔ میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں۔

پس ان پر درود بھیج اور مجھے اپنی ملاقات کے خطرات سے محفوظ فرما۔ مجھے اپنے خاص اور دوست بندوں میں سے قرار دے۔ اپنے سوال اور گفتگو میں، میں نے اسے مقدم کیا ہے جو تیری ملاقات اور دیدار کا سبب بنے اور اگر ان تمام چیزوں کے باوجود میری دعاؤں کو رد کر دے گا تو میری امیدیں ناامیدی میں تبدیل ہو جائیں گی۔ اس طرح جیسے ایک مالک اپنے نوکر کے گناہوں کو دیکھے اور اسے اپنے دربار سے دور کر دے۔ ایک مولا اپنے غلام کے عیوب کو ملاحظہ کرے اور اس کے جواب سے اپنے آپ کو روک لے۔

افسوس ہے مجھ پر کہ ہر طرف پھیلی ہوئی تیری رحمت میرے شامل حال نہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو۔اگر مجھے اپنے دربار سے دور کر دے گا تو تیرے دربار کے بعد کس کے دربار کی طرف رجوع کروں گا؟ اگر تو میری دعا کے لیے اپنی قبولیت کے دروازے کھول دے گا اور مجھے اپنی خواہشات کے پانی کے ساتھ خوش کرے تو ایسا مالک ہوگا کہ جس نے اپنے لطف و کرم کا آغاز کیا ہے۔اس کو انجام تک پہنچانا چاہتا ہے۔تو ایسا مولا ہوگا جس نے اپنے بندے کی کوتاہیوں سے درگزر کیا ہے۔اور اس پر رحم فرمایا ہے۔اس حال میں، میں نہیں چاہتا کہ تیری کون سی نعمت کا شکر ادا کروں۔کیا اس وقت جب تو اپنے فضل اور بخشش کی وجہ سے مجھ سے راضی ہوگا۔ اور میرے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔یا اس وقت جب تو اپنے عفو بخشش میں زیادتی کرتے ہوئے اپنے کرم واحسان کا آغاز کرے گا۔

اے اللہ۔میری خواہش وتمنا ایسے مقام ہیں جو ایک فقیر اور نا امید بندے کا مقام ہے۔وہ یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہوں کو معاف فرما اور باقی عمر میں مجھے گناہوں سے محفوظ رکھ۔میرے ماں باپ جو گھر اور اہل خانہ سے دور مٹی کے نیچے ہیں ان کو معاف فرما۔

ان کی تنہائی کو اپنے احسان کے نور سے دور فرما اور ان کے خوف کو اپنی بخشش کے آثار کے ساتھ محبت میں تبدیل فرما۔

ان کے نیک لوگوں کو ہر وقت نعمت اور خوشی عطا فرما۔ان کے گناہگاروں

کے لیے مغفرت اور رحمت عنایت فرما۔تا کہ تیری رحمت اور مہربانی کے صدقے سے قیامت کے خطرات سے محفوظ رہ سکیں۔اپنی رحمت کے وسیلے سے ان کو جنت میں جگہ عطا فرما۔میرے اور ان کے درمیان اس عظیم نعمت کے متعلق پہچان اور آشنائی برقرار فرما۔ تا کہ پہلی اور بعد والی تمام خوشیاں میرے شامل حال ہو جائیں۔اے میرے سردار! اگر میرے اعمال میں ایسی چیز موجود ہے جو ان کی عزت اور مقام میں اضافہ اور زیادتی کا سبب بن رہی ہے تو اسے ان کے نامہ اعمال میں شامل فرما اور مجھے ان کے ساتھ رحمت میں شریک فرما۔ان پر رحمت فرما جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری تربیت کی۔

(بحار، مستدرک)

پاک و پاکیزہ ہے وہ جس نے اپنی مخلوقات کو اپنی قدرت کے ذریعے پیدا کیا۔اور ان کو اپنی حکمت کے تحت محکم اور مضبوط خلق کیا۔اپنے علم کی بنیاد پر ہر چیز کو اپنے مقام پر قرار دیا۔پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ دلوں میں ہے جانتا ہے۔اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

(کتاب توحید...شیخ صدوق،)

پاک و پاکیزہ ہے نور کو پیدا کرنے والا۔پاک و پاکیزہ ہے تاریکی کو پیدا کرنے والا۔پاک و پاکیزہ ہے پانیوں کو خلق کرنے والا۔پاک و پاکیزہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

آسمانوں کو پیدا کرنے والا۔ پاک و پاکیزہ ہے زمینوں کو پیدا کرنے والا۔ پاک و پاکیزہ ہے ہواؤں کو پیدا کرنے والا۔ پاک و پاکیزہ ہے سبزے کو پیدا کرنے والا۔ پاک و پاکیزہ ہے زندگی اور موت کو پیدا کرنے والا۔ پاک و پاکیزہ ہے مٹی اور بیابانوں کو پیدا کرنے والا۔ پاک و پاکیزہ ہے اللہ اور تعریف وثنا اسی کے لیے ہے

(بحارالانوارج)

یونس بن عبدالرحمٰن، امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ امامؑ نے امام زمانہ علیہ السلام کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا۔ آپؑ کی دعا ہے۔

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؑ پر درود بھیج۔ اپنے دوست، اپنے جانشین اور مخلوق پر حجت اور تیری زبان جو تیری طرف سے تیری پہچان ہے۔ تیری حکمت کو بیان کرنے والا، تیری مخلوقات میں تیری دیکھنے والی آنکھ، تیرے بندوں پر گواہ بلند شخص، مجاہد و مجتہد اور تیری طرف پناہ لینے والے اپنے بندے کی حفاظت فرما۔

اے اللہ! اس کو شر سے بچا۔ اس شر سے جس کو تو نے پیدا کیا، ظاہر کیا، تصویر بنایا، محفوظ فرما، اسے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے بائیں سے، اوپر سے نیچے سے محفوظ فرما۔ اس لیے کہ جو بھی تیری حفاظت میں آگیا وہ ضائع نہ ہوگا۔

اس کے وجود میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اس کے وصی کو اور اس کے آباء واجداد کو۔ اپنے اماموں کو، اپنے دین کے ارکان کو، ان تمام پر درود ہو محفوظ فرما۔ اسے اپنی امان میں رکھ۔ تاکہ کبھی ضائع نہ ہو۔ اور اپنی ہمسائیگی میں کہ کوئی اور موجود نہ ہو اپنی تحویل اور حفاظت میں تاکہ اس پر ظلم نہ ہوسکے۔

اے اللہ! اسے اپنی مضبوط ترین حفاظت میں رکھ۔ ایسی حفاظت کہ جو کوئی بھی اس میں آگیا وہ کبھی شکست نہیں کھا سکتا۔ تو اسے اپنی رحمت کے سائے میں قرار دے۔ کہ کوئی اس پر ظلم نہ کرسکے۔ اس کی اپنی طاقتور مدد فرما، اس کی اپنے غالب آنے والے لشکروں کے ذریعے سے تائید فرما۔ اسے اپنی قدرت اور طاقت کے ذریعے قوی فرما۔ اپنے فرشتوں کو اس کے لیے پشت پناہ قرار دے۔

اے اللہ! دوست رکھ اسے، جو اس کو دوست رکھے۔ دشمن رکھ اسے جو اس کے مقابل کھڑا ہو۔ ایک مضبوط زرہ اس کو پہنا۔ اپنے فرشتوں کو اس کے چاروں طرف قرار دے۔

اے اللہ! اسے اس بلند و بالا مقام پر پہنچا دے کہ جس مقام پر تو انبیاء کی اتباع کرنے والے، عدالت کو قائم کرنے والے لوگوں کو پہنچاتا ہے۔ اے اللہ! اس کے ذریعے سے شگافوں کو پر کر۔ جدا ہوئی چیزوں کو ساتھ ملا۔ اور ظلم کو اس کے ذریعے سے ختم کردے۔ عدالت کو ظاہر فرما۔ زمین کو اس کی طولانی عمر کے ذریعے سے زینت عطا فرما۔ اسے اپنی مدد کے ذریعے تائید اور رعب و دبدبہ کے

Presented by Ziaraat.Com

ذریعے نصرت عطا فرما۔اپنی جانب سے اسے آسان ترین فتح عطا فرما۔اپنے اور اس کے دشمن پر غلبہ عطا فرما۔

اے اللہ! اسے قیام کرنے والا اور جس کا انتظار کیا جاتا ہو،ایسا پیشوا قرار دے کہ جس کی تو نے مدد فرمائی۔اس کی طاقتور قدرت اور نزدیک ترین فتح کے ذریعے سے مدد فرما۔اسے مغرب و مشرق کہ جن کو بابرکت کیا ہے،کا وارث بنا۔ اس کے ذریعے سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والی وسلم کی سنت زندہ فرما تا کہ کوئی حق مخلوق کے ڈر سے چھپ نہ سکے۔اس کے دوستوں کو مضبوط اور دشمنوں کو نابود فرما۔جو کوئی بھی اس کے مقابلے میں کھڑا ہو۔اسے ہلاک اور جو کوئی بھی اس کے ساتھ دھوکا کرے۔اسے نابود فرما۔

اے اللہ! جابر و ظالم کافروں کو،ان کو سہارہ دینے والوں کو،ان کے ستون اور ان کے مددگاروں کو قتل فرما۔گمراہی کے سربراہوں،بدعت ایجاد کرنے والوں ،سنت توڑنے والوں اور باطل کو مضبوط کرنے والوں کو نیست و نابود فرما۔ظالم و جابروں کو اس کے ذریعے سے ذلیل،کافروں،منافقوں اور ملحدوں کو اس کے ذریعے سے نابود فرما۔جس زمانے اور مکان میں ہوں،مشرق و مغرب میں، زمین و خشکی،دریا و صحرا اور پہاڑوں میں کسی ایک شخص کو بھی ان سے زندہ نہ رکھ اور نشان تک ان سے باقی نہ رکھ۔

اے اللہ! اپنے شہروں کو اس کے ذریعے سے پاک اور اپنے بندوں کو اس

کے ذریعے سے شفا دے۔مومنین کو اس کے ذریعے غالب اور پیغمبروں کی سنت کو اور حکمت کو اس کے ذریعے سے زندہ اور جو کچھ تیرے دین سے مٹ چکا ہے اور تیرے احکام سے تبدیل ہو چکا ہے ان کو تازہ فرما۔تا کہ تیرا دین اس کے وسیلہ سے اور اسکے ہاتھ سے تازہ صحیح اور بغیر کسی کمی و زیادتی اور بدعت کے ہو جائے۔ اس کے عدل کے ذریعے سے ظلم کی تاریکیاں روشن اور کفر کی آگ کو خاموش اور حق و انصاف کا اصل مقام جو پہنچانا نہیں گیا۔واضح ہو جائے۔

بیشک وہ تیرا بندہ ہے جس کو تو نے اپنے لیے خاص چنا ہے۔اور غیبت کے لیے منتخب کیا ہے۔گناہوں سے دور اور عیبوں سے پاک رکھا ہے۔اس کو ہر نجاست سے پاک اور ہر برائی سے محفوظ کیا ہے۔

اے پروردگار! قیامت کے دن بلاؤں کے واقع ہونے کے دن ہم اس کے حق میں گواہی دیں گے کہ اس نے کوئی گناہ انجام نہیں دیا۔اور کوئی غلطی نہیں کی۔کسی نافرمانی کا ارتکاب نہیں کیا۔کسی اطاعت کو ضائع نہیں کیا اور کوئی ہتک حرمت نہیں کی۔کسی واجب کو تبدیل نہیں کیا۔اور کسی سنت کو ضائع نہیں کیا۔وہ ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ ہے۔وہ پاک پرہیزگار اور پسندیدہ ہے۔

اے اللہ! خود اس میں،اس کے خاندان میں،نسل،امت اور اس کے تمام ماننے والوں میں وہ چیز عطا فرما جو اس کی آنکھوں کو روشن اور قلب و جان کو خوش کر سکے۔تمام مقامات کی حکمرانی،چاہے وہ نزدیک ہو یا دور۔عزیز ہو یا ذلیل،اسے

Presented by Ziaraat.Com

فراہم کرتا کہ اس کے حکم کو تمام احکامات پر غالب اور اسے تمام باطلوں پر برتری عطا ہو سکے۔

اے اللہ! ہم کو اس کے ہاتھ سے ایسے راستے تک پہنچا دے۔ جو روشن ہو۔ جو بہت بڑا اور درمیانہ راستہ ہو۔ ایسا راستہ کہ جلدی چلنے والا اس کی طرف آئے اور آہستہ چلنے والا اس تک اپنے آپ کو پہنچا دے۔ ہمیں اس کی اطاعت پر مضبوط اور اس ساتھ دینے پر ثابت قدم رکھ۔ اس کی پیروی کرنے پر ہم پر احسان کر۔ ہمیں اس کے اس گروہ میں داخل فرما۔ جو تیرے حکم کو جاری کرنے والا اور اس کے ساتھ صبر کرنے والا اور اس کی خیر خواہی کے ساتھ تیری خوشنودی کو تلاش کرنے والا ہے۔ تا کہ قیامت کے دن ہمیں ان میں سے محشور فرمائے جو اس کے دوست اور اس کی حکومت کو مضبوط کرنے والے ہوں

اے پروردگار! اس چیز کو ہمارے لیے ہر شک وشبہ، ریا کاری اور شہرت طلبی سے پاک فرما تا کہ تیرے غیر پر اعتماد نہ کریں اور سوائے تیری رضا کے اور کچھ طلب نہ کریں تا کہ ہمیں اس کے مقام میں داخل فرمائے۔ جنت میں اس کے ساتھ قرار دے۔ ہمیں بیماری، تھکن اور سستی سے پناہ دے۔ ہمیں ان میں سے قرار دے کہ جن سے اپنے دین کی مدد کرتا ہے اپنے ولی کی مدد کو ان کے ذریعے با عزت کرتا ہے۔ ہمارے علاوہ کسی اور کو ہماری جگہ قرار نہ دے۔ کیونکہ یہ کام تیرے لیے آسان اور ہمارے لیے بھاری اور سنگین ہے۔

ہمیں ان کا حامی اور مددگار قرار دے۔ تیرے علم کے خزانے، تیری توحید کے ارکان تیرے دین کے ستون، تیرے امر کے والی، تیرے بندوں میں سے پاک، تیری مخلوق میں سے چنے ہوئے، تیرے اولیا اور تیری اولیا کی نسل، تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد میں سے منتخب شدہ ہیں۔ سلام، رحمت اور خدا کی برکات اس پر اور ان سب پر ہوں.....

(عیون الاخبار، امالی)

اے پروردگار! تجھ سے اس کے احترام کا سوال کرتا ہوں جس نے تجھ سے توبہ کے ذریعے پناہ لی ہے۔ تیری عزت کی طرف لوٹا ہے۔ تیری رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے اور فقط تجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اے بہت زیادہ عطا کرنے والے اور قیدیوں کو رہا کرنے والے۔ اے وہ جس نے اپنے جود و کرم سے اپنا نام بخشنے والا رکھا۔ تجھے میں پکڑتا ہوں۔ ڈر اور امید میں۔ خوف اور طمع میں۔ اصرار اور ابرام میں، تضرع اور چاپلوسی میں وقت، آمدرفت میں اور تمام حالات میں۔

تجھ سے چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؐ پر درود بھیج اور میرے حق میں یہ کام انجام دے.....

(بحار)

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمد پر درود بھیج۔ اے اللہ مجھے ان

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ ہدایت دے۔جن کو تو نے ہدایت عفا فرمائی۔ان کے ساتھ عافیت عطا کر۔جو کچھ تو نے عطا کیا ہے۔اس میں برکت عطا کر۔اس شر سے محفوظ فرما جس کو تو مقدر کر چکا ہے۔بیشک تو حکم کرنے والا ہے۔اور تجھ پر حکم نہیں کیا سکتا۔جس کی تو سرپرستی کرتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا۔جس کا تو دشمن ہو جائے وہ کبھی عزیز نہیں ہو سکتا۔بابرکت ہے ہمارا پروردگار اور بلند و برتر ہے۔

(عیون الاخبار)

اے اللہ تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تجھ سے ستر مرتبہ توبہ کا سوال کرتا ہوں..... (عیون الاخبار)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام ہو۔اے اللہ کے چنے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام ہو۔اے اللہ کے دوست آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام ہو ۔اے اللہ کے منتخب کیئے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام ہو۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے خیر خواہ ہیں اپنے پروردگار کے راستے میں تلاش و کوشش کرنے والے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی عبادت کی۔یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال کا وقت آ گیا۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہترین جزا دے ایسی جزا جو کسی پیغمبر کو اس کی امت کے مقابلے میں

دی ہے۔

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؑ پر درود بھیج۔اس درود سے افضل درود جو تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بھیجا ہے۔تو تعریف کیا ہوا اور عظیم ہے۔

(قرب الاسناد)

محمد بن اسماعیل بن بزیع اور سلیمان بن جعفر کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں گئے۔آپؑ اس وقت سجدہ شکر میں تھے۔اور سجدہ کچھ طویل ہو گیا۔پھر جب امامؑ نے سجدے سے سر اٹھایا اور ہماری طرف متوجہ ہوئے تو ہم نے عرض کی۔

"آقا! آپ نے سجدے کو لمبا کر دیا....؟"

امامؑ نے فرمایا۔جو کوئی بھی سجدہ شکر میں یہ دعا پڑھے تو وہ اس شخص کی طرح ہے۔جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں تیر اندازی کی ہو۔دعا ہے۔

اے اللہ! لعنت کر ان دو اشخاص پر۔جنھوں نے تیرے دین کو بدلا اور تیری نعمت میں تغیر کیا۔تیرے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تہمت لگائی۔اور تیری شریعت کی مخالفت کی۔تیرے راستے سے لوگوں کو روکا، تیری نعمتوں کا انکار کیا۔تیرے کلام کو رد کیا۔اور قبول نہ کیا۔تیرے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ مذاق وتمسخر کیا۔

تیرے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا۔ تیری آیات کا انکار کیا۔ اور تیری آیات کا مذاق اڑایا۔ تیری عبادت سے تکبر کیا تیرے اولیاء کو قتل کیا اپنے آپ کو اس جگہ پر قرار دیا جس کے وہ اہل نہ تھے۔ لوگوں کو آل محمدؑ کی مخالفت پر اکسایا۔

اے اللہ! ان دو افراد پر لعنت کر۔ ایسی لعنت جو پے در پے ہو۔ اور ختم نہ ہونے والی ہو۔ ان کو اور ان کی اتباع کرنے والوں کو اس حال میں جہنم میں داخل کر کہ ان کی آنکھیں اندھی ہوں۔ اے پروردگار! ہم ان دونوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت اور تبرا کرنے کے ذریعے سے تیرا قرب چاہتے ہیں۔

اے پروردگار! امیر المومنین علیہ السلام کے قاتلوں اور حسین ابن علی علیہ السلام اور فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے کے قاتلوں پر لعنت کر۔

اے اللہ ان دو پر پے در پے عذاب، ہمیشہ رہنے والی رسوائی اور ختم نہ ہونے والی ذلت اور پستی کے اوپر پستی مقرر فرما۔

اللہ ان دو کو آگ میں ڈال اور اپنے دردناک عذاب میں سرنگوں فرما۔

خداوندا! ان دو کو اور ان کی اتباع کرنے والوں اندھی آنکھوں کے ساتھ جہنم میں داخل فرما۔

اے اللہ! ان کے اجتماع کو متفرق اور ان کے کام کو جدا جدا کر۔ ان کے

اتفاق میں اختلاف پیدا فرما۔ ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ ان کے اماموں پر لعنت اور ان کے پرچم سرنگوں کر۔ ان کے درمیان دشمنی پیدا کر اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑ۔

اے پروردگار! ابوجہل اور ولید پر لعنت کر۔ ایسی لعنت جو پے در پے اور ہمیشہ جاری رہنے والی ہو۔ اے اللہ۔ ان دو پر لعنت فرما، ایسی لعنت کہ ان دو پر مقرب فرشتے، ہر نبی مرسل، اور ہر ایسا مومن کہ جس کے دل کو ایمان کے لیے آزمایا ہو، ان پر لعنت کرے۔

اے پروردگار! ان دو پر ایسی لعنت کر کہ اہل جہنم اس لعنت سے تیری پناہ مانگیں۔ اے اللہ! ان دو پر ایسی لعنت فرما کہ اس کا کسی کے ذہن میں بھی تصور نہ آیا ہو۔ ان دو پر باطن اور ظاہر میں لعنت کر۔ ان کو بڑا عذاب ہو۔ ان کی اتباع کرنے والوں، اور ان کے دوستوں کو بھی ان کے ساتھ شریک کر۔ بیشک تو دعا کو سننے والا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم و آل محمدؑ پر درود بھیج.....

(مہج الدعوات)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Presented by Ziaraat.Com

امام علیہ السلام سے سوالات اور امامؑ کے جوابات

امامؑ سے سوال کیا گیا...... "اللہ کس طرح ہے اور کہاں ہے ....؟"

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

اصلاً یہ تصور ہی غلط ہے کہ خدا نے مکان کو پیدا کیا۔ جبکہ وہ خود مکان نہ رکھتا تھا۔ اللہ نے کیفیت کو پیدا کیا جبکہ وہ خود کیفیت وترکیب سے دور تھا۔ لہذا اللہ مکان اور کیفیت سے نہیں پہنچانا جا سکتا۔ وہ احساس میں نہیں سما سکتا۔ کسی چیز پر اس کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ کسی چیز سے اسکو مشابہت دی جا سکتی ہے۔

..... کسی نے سوال کیا۔ خدا کس زمانے میں موجود ہوا...؟

امامؑ ۔ یہ بتاؤ کہ اللہ کس زمانے میں موجود نہیں تھا۔ تا کہ میں بتاؤں کہ اللہ کس زمانے میں وجود میں آیا۔

.... کیا زمین بغیر حجت کے رہ سکتی ہے...؟

امام رضاؑ .... اگر ایک پل کے لیے بھی زمین حجت سے خالی ہو جائے تو تمام زمین والے فوراً دھنس جائیں۔

..... ایمان اور اسلام کیا ہے.....؟

امام رضاؑ ..... حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے۔

ایمان کا مرتبہ اسلام سے بالاتر ہے۔ تقویٰ ایمان سے بالاتر ہے۔ یقین تقویٰ سے بالاتر ہے۔ اور جو چیز لوگوں کے درمیان سب سے کم تقسیم کی گئی ہے وہ

یقین ہے

..... یقین کیا ہے...؟

امامؑ .... اللہ پر مکمل بھروسہ، اس کے ارادے کے سامنے کاملاً تسلیم، اس کے حکم پر رضامندی اور اپنے تمام امور اللہ کے سپرد کر دینا....

..... لوگوں نے امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام سے دوری کیوں اختیار کی۔ اور دوسروں کی طرف کیوں متوجہ ہوئے۔ جبکہ سب مولا علیؑ کے فضائل سے واقف تھے۔ اور ان کی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قربت سے بھی آگاہ تھے.....؟

امام علیہ السلام ..... امیر المومنین علیہ السلام نے ان کے والدین، بھائی، چچا اور دوسرے رشتے دار، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جنگ کرنے آئے تھے۔ ان سب کو قتل کیا تھا۔ جس کی بناء پر یہ لوگ مولائے کائنات سے کینہ اور دشمنی رکھتے تھے۔ انھیں یہ بات پسند نہ تھی کہ امیر المومنین ان کے ولی اور رہبر ہوں۔ مولائے کائنات کے علاوہ کسی اور نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی راہ میں ایسا جہاد نہیں کیا تھا۔ اور کسی کو یہ منزلت حاصل نہ تھی جو امیر المومنین کو حاصل تھی۔ اس لیے لوگوں نے مولائے کائنات علی علیہ السلام سے دوری اختیار کی۔

☆☆☆☆ اختتام ☆☆☆☆☆

Presented by Ziaraat.Com

ماخذ

قرآن مجید

تاریخ طبری

عیون الاخبار

بحار

قاموس الرجال

حضرت علی رضا علیہ السلام

غریب طوس

حالات امام علی رضا علیہ السلام

طبِ امام رضاؑ

الفصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ

شواہد النبوۃ

الانساب

مطالب السئول فی مناقب آل رسول

دیگر کتب

ارشاد العصر جعفری کا ادبی سفر

۱۔ سوجھلا.... سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

(صوبائی وقومی ایوارڈ یافتہ)

۲۔وجہ تخلیق کائنات..... سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳۔سائبان رسالت.... سرکار حضرت ابوطالب علیہ السلام

۴۔آخری ہادی کائنات...... حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ

۵۔چھیڑ خانیاں... طنز ومزاح .... کہانیاں، مضامین

۶۔قلم درازیاں ....طنز ومزاح ..... کہانیاں، مضامین

۷۔قیس چلبلائی..... مزاحیہ ناول

۸۔انسانپ .... ہارر ناول

۹۔جاسوسی ناولیں ...شائع شدہ ناول کی تعداد....۵۰

۱۰۔ نکلے تیری تلاش میں ..... اردو مزاحیہ ڈرامہ، پروڈیوسر غضنفر عباس بھروانہ، پی ٹی وی، اسلام آباد سنٹر

۱۱۔دل تانگھ تانگھاے ....سرائیکی ڈرامہ، پروڈیوسر غضنفر عباس بھروانہ، پی ٹی وی ملتان سنٹر

۱۲۔چوبلا.....سرائیکی مزاحیہ ناول

۱۳۔بچوں کے لیے لکھی گئی کتابیں ..... سیکڑوں میں ۔(عمرو عیار سیریز،

Presented by Ziaraat.Com

ٹارزن سیریز، جاسوسی ناول)

۱۴۔قومی ڈائجسٹوں میں شائع ہونے والی تحریروں کی تعداد، سیکڑوں میں،

(افسانے، سفرنامے، طنزومزاح، کہانیاں، مضامین، شاعری)

آئندہ شائع ہونے والی کتابیں

۱۔مقدس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقدس رشتے

۲۔اول نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳۔ملکہ کائنات.....سیرت سیدہ خدیجہ کبریٰ سلام اللہ علیہا

۴۔شاہ زادی کائنات...داستان مظلومیت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

۵۔رضائے کائنات...سیرت امام علی رضا علیہ السلام

۶۔بیوی کا سوال ہے بابا....مزاحیہ ناول

Presented by Ziaraat.Com